تراویح، اعتکاف، وتر اور اُن سے متعلقہ قیمتی معلومات

مختصر

قیامِ رمضان

تالیف

محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ و تعلیق

شیخ ابو کلیم مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ

تقدیم و مراجعہ

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مختصر

قیامِ رمضان

تالیف

محدثِ عصر علاّمہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتعلیق

شیخ ابو کلیم مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ

تقدیم ومراجعہ

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوقِ اشاعت بحقِ ناشر محفوظ ہیں

❖ نامِ کتاب — مختصر قیامِ رمضان
❖ تالیف — محدّثِ عصر علّامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ
❖ ترجمہ و تعلیق — شیخ ابو کلیم مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ
❖ تقدیم ومراجعہ — شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ
❖ کمپوزنگ — شیخ عبد السلام عمری حفظہ اللہ
❖ کمپوزنگ ریسیٹنگ — ابو مصباح شاہد ستار
❖ طبع دوم — ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳ء
❖ تعداد — ۳۰۰۰
❖ ناشر — توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

ہندوستان میں ملنے کے پتے

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس آر کے گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳، بنگلور۔ ۰۴۱ ۵۶۰

2- چارمینار بک سنٹر،
چارمینار روڈ، شیواجینگر، بنگلور۔ ۰۵۱ ۵۶۰

3- دار السلام کشمیر
حنیف احمد وانی، فون: ۹۴۱۹۷۴۸۲۴۵
سری نگر۔ (جموکشمیر)

4- مکتبہ السنّہ
محمد نجیب بقالی، فون: ۸۰۹۷۴۴۴۴۴۸
بھینڈی بازار، ممبئی

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone#9900446193
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road,Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
3-Dar us Salaam,
Hanif Ahmed Wani,
SRINAGAR(Jammu Kashmir)
Phone#9419748245
4-Maktaba As-Sunnah,
Mohammed Najeeb Bakhali,
Bhendi
Bazar,Phone#8097444448
MUMBAI(Maharastra)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
5	تقدیم	۱
7	مترجم کے قلم سے	۲
14	مؤلف کا مقدمہ	۳
19	❀ قیامِ رمضان (تراویح)	۴
19	رمضان کی راتوں میں قیام کی فضیلت	۵
20	شب قدر اور اس کی تعیین	۶
21	قیام رمضان (تراویح) کے لئے جماعت مشروع ہے	۷
22	اللہ کے رسول ﷺ کا جماعت سے نمازِ تراویح مسلسل نہ پڑھنے کا سبب	۸
24	عورتوں کے لئے بھی جماعت مشروع ہے	۹
25	تراویح کی رکعتوں کی تعداد	۱۰
26	قیام (تراویح) میں تلاوت قرآن مجید	۱۱
29	قیام (تراویح) کا وقت	۱۲
32	رات کی نماز کا طریقہ	۱۳
35	❀ وتر کی تین رکعتوں میں قراءت	۱۴
35	دعائے قنوت اور اس کا مقام	۱۵
37	وتر کے آخر کی دعا	۱۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۷	وتر کے بعد کی دو رکعتیں	38
۱۸	❁ اعتکاف	39
۱۹	اعتکاف کا ثبوت	39
۲۰	اعتکاف کی شرطیں	40
۲۱	اعتکاف کرنے والے کے لئے جائز کام	42
۲۲	عورت کا اعتکاف کرنا اور اعتکاف میں بیٹھے ہوئے شوہر کی زیارت کرنا	43
۲۳	مسائل ثلاثہ کی اضافی معلومات	47
۲۴	پہلا مسئلہ: کیا اعتکاف مساجد ثلاثہ کے ساتھ خاص ہے؟	47
۲۵	اس مسئلے میں بعض دیگر اقوال	47
۲۶	دو اہم فتوے	57
۲۷	علامۂ قصیم فقیہِ عصر فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ	57
۲۸	شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کا فتویٰ	61
۲۹	دوسرا مسئلہ: دعائے قنوت وتر رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد؟	63
۳۰	تیسرا مسئلہ: قنوت وتر میں ’’ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ.........‘‘ کی بجائے ’’اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا‘‘ کا استعمال کرنا	66

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

أَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

زیرِ نظر کتاب ''مختصر قیامِ رمضان'' کے مؤلف محدّثِ عصر وفقیہہِ دہر علاّمہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔خدمتِ حدیث میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے خصوصاً دورِحاضر کی کمیاب بلکہ نایاب شخصیت کے مالک تھے۔

انکی اس کتاب کا ترجمہ وتعلیق کی خدمت سرانجام دینے والے ہمارے فاضل دوست فضیلۃ الشیخ ابوکلیم مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ ہیں،جو سعودی عرب ہی نہیں بلکہ برصغیر پاک وہند کی معروف ومعتبر شخصیت،زبان وکلام اور وعظ وتبلیغ کے دھنی اور قلم کے شاہسوار ہیں۔

اس ترجمہ اور تعلیق واضافہ جات پر نظر ثانی فرمانے والے ہمارے فاضل ساتھی فضیلۃ الشیخ ابوعبدالرحمٰن شبیر احمد نورانی حفظہ اللہ ہیں،جنکی تالیفات وتراجم پاک وہند اور اطراف واکنافِ عالم میں پہنچے ہوئے ہیں اور انہیں ایک وقار واعتبار حاصل ہے۔

کسی مؤلف ومترجم کیلئے یہ بات بھی مفید ومعاون ہوتی ہے کہ اسے کوئی فاضل کمپوزر اور پروف ریڈر میسر ہو،تاکہ بار بار کی تصحیح وتعدیل یا کریکشن کی ضرورت پیش نہ آئے۔فاضل مترجم اس اعتبار سے بھی بڑے بختاور ہیں کہ انہیں فضیلۃ الشیخ عبدالسلام العمری حفظہ اللہ جیسے ساتھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا تعاون حاصل ہے، جو عالم بھی ہیں داعیہ بھی، کمپوزر بھی ہیں اور پروف ریڈر بھی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعاً فِي الدَّارَيْنِ خَيْراً.

ان سب افاضل کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی آنے والی کتاب میں کسی قسم کے اضافے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی تاہم تحسینات و تجمیلات کا پہلو ہمیشہ گنجائش والا رہتا ہے، لہٰذا ہم نے:

❁ کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کی بعض کوتاہیوں کی تکمیل کردی ہے، مثلاً مقدمۂ مؤلف کی پہلی ہی حدیث میں سے ((وَيَتَّخِذُهُ النَّاسُ سُنَّةً)) کے الفاظ چھوٹ گئے تھے، انہیں سنن الدارمی سے شامل کردیا ہے، کیونکہ انکا ترجمہ ''اور وہ لوگ اسے سنّت سمجھ کر اپنالیں گے۔'' کتاب میں موجود تھا۔

بعض دیگر چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی تھیں جنکا ذکر کر کے بات کو طول دینا مناسب نہیں۔

❁ بعض بلکہ بکثرت قرآنی آیات اور احادیثِ رسول ﷺ پر اعراب ناقص یا مفقود تھے، انکی تکمیل کردی ہے۔

❁ اِس طرح بعض دیگر قواعدِ املاء و کمپوزنگ کے لحاظ سے بھی کچھ تحسینات کا اجراء کیا ہے، جسے پہلے اور دوسرے ایڈیشن کو دیکھنے والے بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مؤلف و مترجم، مراجع و کمپوزر اور مقدِّم کیلئے اس کتاب کو توشۂ آخرت بنائے اور توحید پبلیکیشنز والے/ صاحبان ایڈووکٹ محمد رحمت اللہ خان، انجنیئر شاہد ستار اور دیگر رفقاء کو بھی جزاءِ خیر عطاء فرمائے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ابوعدنان محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

وداعیہ متعاون مکاتب جالیات الخبر، الراکۃ، الدمام، الظہران (سعودی عرب)

الخبر، سعودی عرب

ا/ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

۱۰/ جولائی ۲۰۱۳ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مترجم کے قلم سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. وَبَعْدُ!

رمضان المبارک کا مہینہ وہ مہینہ ہے جسے سید الشہور، شہر التوبہ اور سال کا افضل ترین مہینہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

❁ اس مبارک مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بہت سی فضیلتوں سے نوازا ہے۔

❁ اس مبارک مہینہ میں دنیا کی سب سے افضل ترین کتاب افضل ترین نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔

❁ اس مبارک مہینہ کی آمد پر جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

❁ اس مبارک مہینہ کی برکات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کی خاطر سرکش جنوں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

❁ اس مبارک مہینہ میں جس قدر عبادتیں ایک جگہ جمع ہیں کسی دوسرے مہینہ میں نہیں دیکھی جا تیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ تمام ارکانِ اسلام سے متعلقہ عبادتیں اس مبارک مہینہ میں مشروع ہیں جیسے روزہ، تراویح، صدقہ وخیرات اور عمرہ وغیرہ وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک اس مہینہ کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ عام مہینوں میں نماز کا تارک بھی اس کے آتے ہی نماز کا پابند بن جاتا ہے۔

❁ عام دنوں میں نمازِ باجماعت کا چھوڑنے والا اس ماہ میں باجماعت نماز ادا کرنے لگتا ہے، پورا سال قرآن مجید کو ہاتھ تک نہ لگانے والا بندہ اس مہینہ کے آتے ہی کم یا زیادہ حسب ِاستطاعت قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔

❁ حتی کہ ہم نے بعض ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جو عام دنوں میں اپنی داڑھیاں منڈ واتے ہیں وہ پورے رمضان میں اپنی داڑھی کو ہاتھ نہیں لگاتے۔

قطع نظر اس سے کہ اُن کے اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ اس مبارک مہینہ کی آمد پر نیکیوں کی طرف راغب ہوجاتا اور برائیوں سے دور رہتا ہے۔

اس مہینہ میں روزے کے علاوہ جس عملِ خیر کا سب سے زیادہ اہتمام ہوتا ہے وہ نمازِ تراویح ہے بلکہ رمضان کا روزہ اور نمازِ تراویح دونوں لازم وملزوم سمجھے جاتے ہیں حتیٰ کہ آپ کو اس مہینہ میں ایسے لوگ بھی ملیں گے جو فرض نمازوں کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو نمازِ تراویح کو دیتے ہیں، وہ فرض نماز جماعت سے تو چھوڑ دیں گے لیکن تراویح پڑھنے کا اہتمام ضرور کریں گے، اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحِتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ①

"جس شخص نے حالتِ ایمان وبہ نیتِ ثواب رمضان المبارک کا قیام کیا (نمازِ تراویح پڑھی) اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے"۔

البتہ جو بات افسوسناک ہے وہ یہ ہے کہ دیگر امورِ عبادت کی طرح یہ عبادت بھی ایک رسمی چیز

① صحیح بخاری: ۱۹۰۱، الصوم، صحیح مسلم: ۷۶۹، المسافرین، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن کر رہ گئی ہے اور اس میں امت نے بہت سی تبدیلیاں کر رکھی ہیں، چنانچہ نہ تو رکعاتِ تراویح کی اُس مقدار کا لحاظ رکھا جاتا ہے جو نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین سے ثابت ہیں اور نہ ہی اُس کیفیت کا اہتمام کیا جاتا ہے جو اس مبارک عبادت سے متعلق حدیثوں میں مذکور ہے بلکہ اگر ایک غیر جانبدار شخص حدیثوں میں مذکور تراویح کی رکعتوں اور کیفیت کو سامنے رکھے اور دوسری طرف ہماری رسمی تراویح کو دیکھے تو دونوں میں زمین وآسمان کا فرق پائے گا، حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ آخرت کا مسافر اس مبارک مہینہ میں اس مبارک عبادت سے متعلق اس عدد وکیفیت کا لحاظ رکھتا جو حدیثوں میں مذکور ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس مبارک عبادت کے متعلق اس کی صحیح رکعات اور کیفیت کا اہتمام کرنے والے اور اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنے والے علمائے ربانی موجود نہیں تھے اور نہیں ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہر زمانے میں علمائے حق نے اس مبارک عبادت کی حقیقی حیثیت کو واضح کیا ہے کہ اس کی رکعتیں کتنی ہیں؟ اُس کی کیفیت کیا ہونی چاہئے؟ اور اس کا وقت کیا ہے؟ یہ ساری باتیں واضح کردی گئی ہیں، خصوصاً ہمارے ہندو پاک کے علمائے اہلِ حدیث نے تو اس سلسلے میں اتنا کام کیا ہے کہ اب اس پر کسی اضافہ کی نہ تو کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی کوئی ضرورت۔

البتہ عصرِ حاضر میں شام کے علاقے میں علاّمہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس مبارک عبادت سے متعلق لوگوں کی غلطیوں کو محسوس کیا اور ''صلاۃ التراویح'' نام سے ایک چھوٹی مگر جامع کتاب تالیف فرمائی جس میں تین باتوں پر کافی زور دیا:

❶ نبی کریم ﷺ سے نمازِ تراویح کی رکعتیں صرف گیارہ ہی ثابت ہیں اور جس روایت میں بیس رکعتوں کا ذکر ہے وہ ضعیف اور نا قابلِ استدلال ہے۔

❷ مشہور ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح کی بنیاد رکھی وہ بالکل غلط ہے، نہ تو حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت کا حکم دیا اور نہ ہی آپ ﷺ نے خود بیس رکعت تراویح پڑھی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہی آپ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھی گئی، بلکہ علامہ مرحوم نے تو یہاں تک ثابت کیا کہ کسی بھی بڑے صحابی سے بیس رکعت پڑھنا ثابت نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق گیارہ رکعت ہی پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ یہ ساری باتیں علاّمہ مرحوم نے خالص علمی انداز اور ٹھوس علمی دلائل کی روشنی میں ثابت کی ہیں۔

③ ایک تیسری بات جو اس کتاب میں نئی ہے وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں رات کی نماز کن کن کیفیتوں اور کتنی تعداد میں پڑھی ہے، تاکہ ہر متبع سنت اس پر آسانی سے عمل کر سکے۔

چونکہ یہ کتاب قدرِ طویل تھی اور اس میں خالص علمی بحثیں تھیں جس سے عام لوگ اور طویل بحثوں سے اکتا جانے والے حضرات کم ہی مستفید ہو سکتے تھے [1]، لہٰذا علاّمہ مرحوم نے خود ہی اس کا اختصار پیش کیا اور اس میں اعتکاف وغیرہ سے متعلق بعض مفید باتوں کا اضافہ بھی کیا ہے، زیرِ نظر کتابچہ علاّمہ مرحوم کے اسی مختصر کا ترجمہ ہے جو کہ ناظرین کے ہاتھوں میں ہے، البتہ کتابچہ پڑھنے سے قبل چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

① علاّمہ مرحوم کے مذکورہ ''رسالہ'' کے دو حصے ہیں، ''متن اور حاشیہ''۔ متن کے ترجمہ میں، مَیں نے کوشش کی ہے کہ ترجمہ لفظ بلفظ اور بامحاورہ ہو، بہت کم جگہیں ایسی ملیں گی کہ وہاں ترجمانی کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، البتہ جہاں تک حاشیہ کا تعلق ہے تو اس کا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں بلکہ اس میں ہم نے دو طرح کی تبدیلیاں کی ہیں:

اول: حوالہ میں علاّمہ مرحوم کے اسلوب کی پابندی نہیں کی، کیونکہ علاّمہ مرحوم نے اس کتابچہ میں علمی اسلوب اور اپنی دوسری کتابوں کی طرف اشارے سے زیادہ کام لیا ہے، اس سلسلے میں

[1] (ف) اس مفصل کتاب ''صلوٰۃ التراویح'' کا اردو ترجمہ بھی ہمارے استاذِ گرامی اور البانیات کے مترجم شیخ الحدیث مولانا محمد صادق خلیل نے کیا تھا، جسے انہوں نے فیصل آباد میں اپنے طباعتی ادارے کی طرف سے ''نمازِ تراویح'' کے نام سے شائع بھی کیا۔ (ابوعدنان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ حاشیہ کو آسان بنادیں اور علاّمہ مرحوم نے جہاں اپنی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے اس کتاب کی طرف رجوع کر کے حوالہ کو مکمل کردیں۔

دوم: علاّمہ مرحوم نے حاشیہ میں بعض جگہ اگر کوئی ایسی علمی بات بیان کی ہے جو عام لوگوں کے فائدے کی نہیں ہے تو ہم نے اسے حذف کردیا ہے۔

اسی طرح اگر حاشیہ میں کسی کلمہ کا معنیٰ واضح کیا گیا ہے اور ترجمہ میں وہ معنیٰ آ گیا ہے تو حاشیہ سے ہم نے اسے حذف کردیا ہے۔

(۲) علاّمہ مرحوم کا یہ مختصر رسالہ جس کا ترجمہ ناظرین وقارئینِ کرام کے ہاتھوں میں ہے، اس کا دوسرا ایڈیشن میرے سامنے ہے، جس کے شروع میں دوسرے ایڈیشن سے متعلق ایک صفحہ کا مقدمہ ہے، عام قاری کے لئے یہ غیر ضروری تھا لہٰذا اسے حذف کردیا ہے، البتہ پہلے ایڈیشن کے مقدمہ کا ترجمہ اس کتابچہ میں موجود ہے، ہاں! یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس مقدمہ کا وہ حصہ جس میں علاّمہ مرحوم نے ''شیخ اسماعیل انصاری'' کی بعض علمی کوتاہیوں کی نشاندہی کی ہے اُسے حذف کردیا ہے، کیونکہ شیخ مذکور نے علاّمہ مرحوم کی کتاب ''صلاۃ التراویح'' کی تردید لکھی تھی، اور چونکہ وہ باتیں خالص علمی تھیں اور عام قاری کو اس سے نہ صرف کوئی فائدہ نہ تھا بلکہ مزید ذہنی الجھاؤ کا خطرہ تھا، اس لیئے اسے حذف کردیا گیا ہے، کیونکہ اس رسالہ سے میرا مقصد عام اردو داں طبقہ کے سامنے رمضان سے متعلق مفید باتیں رکھنا ہے، انہیں علمی بحثوں میں الجھانا نہیں ہے۔

(۳) جس طرح ہر عالم ومجتہد کا اپنا اجتہاد ہوتا ہے اور بسا اوقات عام علماء سے ہٹ کر اس کے کچھ تفردات ہوتے ہیں، اسی طرح علاّمہ مرحوم کے بھی اپنے کچھ تفردات ہیں، یعنی بعض مسائل میں علاّمہ رحمہ اللہ کی تحقیق دوسرے علماء کی تحقیق سے مختلف ہے، بالخصوص وہ مسائل جو ہمارے ہندوپاک کے علمائے اہلِ حدیث کے نزدیک متفق علیہ چلے آرہے ہیں، ان مسائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے بعض کا ذکر اس رسالہ میں بھی موجود ہے۔ مثلاً علاّمہ مرحوم کی رائے میں دعائے قنوت رکوع سے قبل متعین ہے، اعتکاف صرف تین مسجدوں، مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصی میں ہی ہوسکتا ہے۔

علمی دنیا سے تعلق رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ ٹھوس اور علمی دلائل کی بنیاد پر اختلافِ رائے کوئی بری چیز نہیں ہے، بالخصوص علاّمہ مرحوم تو اپنے وقت کے امام، مجدد اور مجتہد ہیں، لیکن بری بات یہ ہے کہ کسی عالم کی کسی رائے کو بنیاد بنا کر امت میں تفرقہ ڈالا جائے اور اپنے مخالف کو بدعتی وکم علم کہا جائے اور اس کی رائے کا احترام نہ کیا جائے، ایسا ہی کچھ ہندو پاک میں ہوا کہ علاّمہ مرحوم کے بعض جذباتی، ادبِ خلاف سے عاری اور کم تجربہ کار شاگردوں اور معتقدین نے ان مسائل کو بنیاد بنا کر جماعت اہلِ حدیث میں تفرقہ ڈالنا چاہا، ہندو پاک کے علمائے اہلحدیث اور وہاں کے مدارس سے تعلیم یافتہ اہلِ علم کو جاہل تک قرار دیا، بلکہ جنوب ہند کے ایک شہر میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے ہوئے لوگوں کو اپنا اعتکاف توڑ کر گھروں کو جانے پر مجبور کیا گیا، اسی طرح ہندوستان کے ایک مشہور صنعتی شہر کی اہلِ حدیث جامع مسجد میں جہاں ایک عرصہ سے دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھی جاتی تھی اسے بدل کر رکوع سے پہلے کردیا گیا اور امام کو دعائے قنوت میں ”اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا“ کی بجائے ”اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ“ یعنی جمع کے صیغے کی بجائے واحد کا صیغہ پڑھنے پر مجبور کیا گیا، وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے علاّمہ مرحوم کی تردید کی غرض سے نہیں بلکہ نفسِ مسئلہ کو واضح کرنے اور علمائے اہلِ حدیث کے موقف کی قوت کو واضح کرنے کے لئے تین مسائل سے متعلق ایک مختصر سی بحث رسالہ کے آخر میں بطورِ ضمیمہ شامل کردی گئی ہے، وہ مسائل یہ ہیں:

1. مساجدِ ثلاثہ میں اعتکاف کا مسئلہ۔
2. دعائے قنوتِ وتر رکوع کے بعد یا رکوع سے قبل۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❸ دعائے قنوت میں جمع کے صیغے کا استعمال۔

آخر میں محترم بھائی شیخ شبیر احمد صاحب نورانی شکریہ کے حقدار ہیں جنہوں نے اس کتابچہ پر نظر ثانی کی اور متعدد جگہ لغوی وفنی اصلاح کے ساتھ ساتھ مفید علمی مشوروں سے نوازا "جَزَاهُ اللّٰهُ اَحسَنَ وَأَوْفَرَمَايَجْزِىْ بِهٖ عِبَادَهُ الصَّالِحِيْنَ"، اسی طرح عزیز بھائی شیخ عبدالسلام العمری کا بھی بہت بہت شکریہ جنہوں نے اس کتابچہ کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی محنت سے کیا، "جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْراً وَسَدَّدَ خُطَاهُ"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قول وعمل میں اخلاص وسداد کی توفیق بخشے اور میری اس مختصر سی کوشش کو میرے والدین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ .

مقصود الحسن فیضی

16/05/1430ھ الغاط، سعودی عرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کا مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَاھَادِيَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَّاإِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بسند صحیح مروی ہے، جو فی الواقع حدیثِ مرفوع [1] کے حکم میں ہے کہ انہوں نے فرمایا:

((کَیفَ أَنْتُمْ إِذَا لَبِسَتْکُمُ الْفِتْنَۃُ یَھْرَمُ فِیْھَا الْکَبِیْرُ وَیَرْبُوْ فِیْھَا الصَّغِیْرُ،وَیَتَّخِذُہُ النَّاسُ سُنَّۃً إِذَا تُرِکَ مِنْھَا شَيْءٌ قِیْلَ تُرِکَتِ السُّنَّۃُ، قَالُوْا: وَمَتیٰ ذَاکَ؟ قَالَ: إِذَا ذَھَبَتْ عُلَمَاؤُکُمْ وَکَثُرَتْ قُرَّاؤُکُمْ وَقَلَّتْ فُقَھَاؤُکُمْ وَکَثُرَتْ أُمَرَاؤُکُمْ وَقَلَّتْ أُمَنَاؤُکُمْ وَالْتُمِسَتِ الدُّنْیَا بِعَمَلِ الْآخِرَۃِ وَتُفُقِّہَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ)) [2]

''اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کوئی فتنہ تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا، اُسی فتنے میں بڑا آدمی بوڑھا ہو جائے گا اور بچہ بڑا ہو جائے گا، اور وہ لوگ

[1] اگر کوئی صحابی کوئی شرعی حکم، ثواب وعقاب یا کوئی غیبی خبر دے جس میں عقل وقیاس کو دخل نہ ہو تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس صحابی نے یہ چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سن کر بیان کی ہے، اس بات کو حدیثِ مرفوع کے حکم میں کہا جاتا ہے۔

[2] سنن الدارمی: ج۱ص۶۴، مستدرک الحاکم: ج۴ص۵۱۴ وغیرہما، امام دارمی رحمہ اللہ نے اس اثر کو دو سندوں سے نقل کیا ہے جن میں سے ایک کی سند صحیح اور دوسرے کی حسن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے سنت سمجھ کر اپنا لیں گے، اگر اس میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا گیا تو اعتراض کیا جائے گا کہ سنت ترک کر دی گئی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے سوال کیا: ایسا کب ہوگا؟ جواب میں انہوں نے فرمایا: جب تمہارے علماء ختم ہو جائیں گے، پڑھنے والے تو بہت زیادہ ہوں گے مگر سمجھنے والے کم ہوں گے، حکمران لوگ زیادہ ہوں گے البتہ امانت دار کم ہی ملیں گے، آخرت کے عمل کے ذریعہ دنیا کمائی جائے گی اور دین کے لئے نہیں بلکہ (دنیا کے لئے) علم حاصل کیا جائے گا''۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک نشانی اور رسالت کی سچائی کی دلیل ہے، کیونکہ عصرِ حاضر میں اس حدیث کا ہر جملہ ثابت ہو چکا ہے، اسی میں بدعت کی کثرت اور لوگوں کا اس سے متأثر ہونا بھی داخل ہے کہ لوگ بدعت کو سنت سمجھ بیٹھے ہیں اور انہوں نے اسے قابلِ اتباع دین بنا لیا ہے، چنانچہ جو لوگ حقیقت میں اہلِ سنت ہیں ایسے کام کو چھوڑ کر اگر کسی ثابت شدہ سنت کی پیروی شروع کر دیتے ہیں تو اعتراض کیا جاتا ہے کہ ''سنت ترک کر دی گئی''۔

یہی کچھ ہم اہلِ سنت کے ساتھ ملکِ شام میں پیش آیا کہ جب ہم نے گیارہ رکعت نماز تراویح کی سنت کو زندہ کیا، ساتھ ساتھ اطمینان، خشوع اور اس بارے میں ثابت مختلف اذکار کا بھی حتی الامکان اہتمام کیا جنہیں بیس رکعت تراویح کا اہتمام کرنے والوں نے چھوڑ رکھا تھا، اور جب ہم نے اپنا رسالہ ''صلاۃ التراویح'' شائع کیا جو ہماری کتاب **''تسدید الا صابة إلى من زعم نصرة الخلفاء الراشدين و الصحابة''** کا دوسرا رسالہ یا حصّہ ہے، تو اُن کے جذبات بھڑک اٹھے اور اُن پر تو گویا قیامت گزر گئی، نیز اس لئے بھی کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ اس رسالہ میں درج ذیل امور کو محققانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① اللہ کے رسول ﷺ نے تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی۔

② حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے اُبَی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ سنّتِ صحیحہ کے مطابق لوگوں کو گیارہ رکعت ہی پڑھائیں۔

③ اور وہ روایت جس میں یہ مذکور ہے کہ لوگ عہدِ فاروقی میں رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے، وہ شاذ وضعیف ہے، کیونکہ وہ اُن ثقہ راویوں کے بیان کے خلاف ہے جو گیارہ رکعت بیان کرتے ہیں اور یہ کہ حضرت عمرِ فارق رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت کا ہی حکم دیا تھا۔

④ اور اگر اس شاذ روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو صحیح وثابت روایت پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ وہ تعدادِ رکعت میں سنّت کے موافق ہے، نیز اس شاذ وضعیف روایت میں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت کا حکم دیا تھا، بلکہ اس میں صرف یہ مذکور ہے کہ لوگوں نے بیس رکعت پڑھی، اس کے برعکس اس صحیح روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

⑤ نیز اگر بیس رکعت کا اثر صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لازماً اسی پر عمل کیا جائے اور سنت کے مطابق صحیح روایت پر عمل کرنا چھوڑ دیا جائے اور اُس پر عمل کرنے والے کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج قرار دیا جائے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ اس سے صرف یہی ثابت ہوگا کہ اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے، البتہ یہ بات یقینی ہے کہ جو عمل اللہ کے رسول ﷺ نے کیا اور اس پر مداومت کی وہی افضل ہے۔

⑥ اِس کتاب میں ہم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی بیس رکعت نمازِ تراویح ثابت نہیں ہے۔

⑦ اس دعوے کو بھی باطل ثابت کیا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بیس رکعت نمازِ تراویح پر اجماع تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑧ (اس رسالے میں) ہم نے یہ دلیل بھی بیان کر دی ہے کہ سنت سے رکعتوں کی جتنی تعداد ثابت ہے اس کا التزام واجب ہے اور ان علماء کا نام بھی ذکر کر دیا ہے جو اس عدد پر زیادتی کے عدمِ جواز کے قائل ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر بہت سے فائدے ہیں جو آپ کسی دوسری کتاب میں ایک جگہ نادر ہی پائیں گے، اور یہ ساری باتیں صحیح احادیث اور قابلِ اعتماد آثار سے واضح دلائل کی بنیاد پر بیان کی گئی ہیں، جس کی وجہ سے مقلدین علماء کی ایک جماعت نے ہمارے خلاف چاروں طرف سے محاذ کھول دیا، بعض نے تو اپنے درسوں اور تقریروں میں ہمارا رد کیا اور بعض نے ہماری سابقہ کتاب کی تردید میں کتابیں تحریر کیں، ① حالانکہ وہ سب کے سب علمِ نافع اور اس کی کسی بھی علامت سے کورے ہیں بلکہ یہ کتابیں گالی گلوج پر مشتمل ہیں، جیسا کہ باطل پرستوں کا شیوہ رہا ہے کہ جب بھی وہ حق اور اہلِ حق کے خلاف بھڑکتے ہیں تو (ایسی ہی زبان استعمال کرتے ہیں) اس لئے مَیں اس میں کوئی بڑا فائدہ محسوس نہیں کرتا کہ اُن پر ردّ لکھنے اور ان کی کور چشمی بیان کرنے میں اپنا وقت ضائع کروں، کیونکہ ایسے لوگوں کی ایسی کثرت ہے کہ ان پر ردّ کے لئے پوری عمر بھی کافی نہیں ہے، اللہ ان تمام لوگوں کو راہِ ہدایت دکھائے۔

(اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ نے بطورِ مثال صرف ایک صاحب جن کا نام شیخ اسماعیل انصاری ہے اور وہ دارالافتاء الریاض میں کام کرتے ہیں، ان کے کتابچہ پر کچھ علمی گرفت کی ہے، لیکن چونکہ وہ خالص علمی باتیں ہیں جن سے عوام بلکہ چھوٹے طالب علم بھی مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے انہیں حذف کر دیا گیا ہے، آخر میں علاّمہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں)

---

① میرے علم کے مطابق ان میں سے سب سے آخری شخص شیخ محمد علی الصابونی ہیں جنھوں نے اپنے اُس کتابچہ میں ردوقدح کی ہے، جس کا نام جو صرف برائے نام ہی ہے ''الهدى النبوى فى صلاة التراويح''، رکھا ہے، اس پر ردّ کے لئے میری کتاب ''سلسلة الاحاديث الصحيحة'' جلد چہارم کا مقدمہ دیکھیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''چونکہ ہمارے مذکورہ کتابچہ ''صلاۃ التراویح'' کی طباعت پر کافی مدت گزر چکی تھی اور اسے دوبارہ طباعت کی ضرورت محسوس ہورہی تھی، نیز اس کتابچہ نے بحیثیت دلائل و مقاصد اپنا ہدف پورا کردیا تھا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوچکا تھا، جن میں سے سب سے اہم مقصد نمازِ تراویح سے متعلق لوگوں کو سنّت کی طرف رہنمائی کرنا اور سنّت کے مخالفین کی تردید کرنا تھا، حتیٰ کہ ملکِ شام، اردن اور دوسرے اسلامی ملکوں کی بہت سی مسجدوں میں یہ سنت رائج ہوگئی۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ**،اس لئے ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ خالص علمی اسلوب پر اس کا اختصار پیش کردیں، جس میں کسی کی تردید شامل نہ ہو، جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ ''اپنی بات کہو اور چلتے بنو'' نیز وہ اختصار ایسا ہو کہ اصل کتاب کے تمام علمی فوائد پر مشتمل ہو ،مزید یہ کہ بطور اضافی فائدہ کے اس میں کچھ دیگر مفید باتوں کا اضافہ کردیا جائے''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ پہلے کتابچہ کی طرح وہ اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور مجھے اس پر اجر سے نوازے، وہی ذات ہے جو بہت ہی صاحبِ کرم وعنایت ہے اور اسی سے مانگا جاسکتا ہے۔

(محدِّث العصر العلاّمہ محمد ناصر الدین البانی) [1]

---

[1] علاّمہ موصوف کی حیات وخدمات پر مشتمل سوانح کتب عربی میں تو دو دو جلدوں والی بھی ہیں، لیکن اردو میں دارالسلام نے 188 صفحات کی ایک خوبصورت اور مفید ومختصر کتاب شائع کی ہے۔ اور شیخ عبدالباری فتح اللہ نے علاّمہ موصوف کی کتاب ''صفة صلوٰة النبي ﷺ'' کے اردو ترجمہ کا 80 صفحات کا مقدمہ لکھا ہے جو حیات وخدمات فقیہہِ دہر کے سلسلہ میں کافی معلوماتی ہے۔ (ابوعدنان)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قیامِ رمضان (تراویح)

① رمضان کی راتوں میں قیام کی فضیلت:

اس بارے میں دو حدیثیں وارد ہیں:

پہلی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ رمضان کی ترغیب دلاتے رہتے، البتہ پابندی کرنے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم نہ دیتے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) [1]

''جو شخص بحالتِ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کرے گا اس کے تمام ماسبق گناہ معاف کردیئے جائیں گے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور معاملہ ایسا ہی رہا [2] پھر یہی طریقہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت تک چلتا رہا۔ [3]

دوسری حدیث: حضرت عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلۂ قضاعہ کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے معبودِ برحق ہونے اور آپ کے اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کی گواہی دوں، پانچوں

[1] صحیح بخاری: ۱۹۰۱، الصوم، صحیح مسلم: ۷۶۹، صلاۃ المسافرین، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

[2] یعنی تراویح جماعت سے نہیں پڑھی جاتی تھی۔

[3] حوالہ سابقہ، علامہ البانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی تخریج ارواء الغلیل: ۱۴/۴، نمبر ۹۰۶ اور صحیح سنن ابوداؤد: ۱۲۴۱ میں بھی موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت کی نماز پڑھوں، ماہِ رمضان کا روزہ رکھوں اور قیام کروں اور زکوٰۃ ادا کروں تو (میرے بارے میں) آپ کا کیا خیال ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا كَانَ مِنَ الصِّدِّيقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ)) ①

''جس کا بھی انتقال اس حالت پر ہوا، اس کا شمار صدیقوں اور شہیدوں میں ہوگا''۔

② شب قدر اور اس کی تعیین :

رمضان المبارک کی سب سے افضل رات شبِ قدر ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا (ثم وقفت له) غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ②

''جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے شب قدر کا قیام کیا اور شبِ قدر اسے مل بھی جائے تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو گئے''۔

③ راجح قول کے مطابق شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے اور اکثر حدیثیں اسی پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے مروی حدیث میں ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بتلایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جو شخص پورا سال قیام کرے گا وہ ''لیلۃ القدر'' پالے گا، زر بن حبیش رحمہ اللہ کہتے

① صحیح ابن خزیمہ:۲۲۱۲: ج۳ص۳۴۰، صحیح ابن حبان:۱۹: (صحیح الموارد: ج۱ص۱۰۴) نیز دیکھئے صحیح الترغیب:۹۹۳، ج۱ص۴۱۹۔

② صحیح بخاری:۲۰۰۸، صلاۃ المسافرین بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، یہی حدیث مسند احمد:۳۱۸/۵ میں حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مذکورہ الفاظ مسلم شریف اور مسند احمد کے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں ، میں نے سنا کہ اس کے جواب میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پر اللہ کی رحمت ہو ، ان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ (صرف رمضان ہی میں قیام پر) بھروسہ نہ کر بیٹھیں، اُس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، شبِ قدر رمضان میں ہے، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بغیر کسی تردد واستثنا کے قسم کھاتے اور فرماتے: اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی شب ہے؟ یہ وہی رات ہے جس کے قیام کا ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے تھے، یہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ اس دن صبح کو سورج اس حال میں طلوع ہوتا ہے کہ بالکل صاف ہوتا ہے، اس کی تیز شعائیں نہیں ہوتیں (یہ بیان کرنے کے بعد) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی بتایا ہے۔ [۱]

(۴) قیامِ رمضان (تراویح) کے لئے جماعت مشروع ہے:

قیامِ رمضان کے لئے جماعت جائز ہے بلکہ اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نمازِ تراویح پڑھائی اور اس کی فضیلت بھی بیان کی ہے، جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا ، پورا مہینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیام نہیں کرایا، البتہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک تہائی رات تک قیام کرایا، جب چھ راتیں باقی رہ گئیں تو اس رات ہمیں قیام نہیں کرایا، پھر جب پانچ راتیں

---

[۱] صحیح مسلم: ۷۶۲، المسافرین، سنن ابوداؤد: ۱۳۷۸، الصلاۃ، دیکھئے صحیح ابوداؤد: ۱۲۷۴۔
واضح رہے کہ علاّمہ مرحوم کے لکھنے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ستائیسویں تاریخ کا شبِ قدر ہونا یقینی اور دیگر طاق راتوں میں شب بیداری مناسب نہیں ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل دونوں سے پورے عشرہ خاص کر طاق راتوں میں عبادت کرنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے ہمیں آدھی رات تک قیام کرایا، ہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کاش آپ ﷺ ہمیں رات کا باقی حصّہ بھی قیام کراتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلٍ))

''جو آدمی امام کے ساتھ فارغ ہونے تک نماز (تراویح) پڑھتا رہے تو اس کے لئے پوری رات قیام کرنے کا اجر لکھا جاتا ہے''۔

پھر جب چار راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا، اور جب تین [1] راتیں باقی رہ گئی تو آپ ﷺ نے اپنے اہل وعیال، عورتوں اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمیں قیام کرایا، یہاں تک کہ سحری کے فوت ہوجانے کا خطرہ لاحق ہوگیا، پھر مہینہ کا باقی حصہ ہمیں قیام نہیں کروایا۔ [2]

⑤ اللہ کے رسول ﷺ کا مسلسل جماعت سے نمازِ تراویح نہ پڑھنے کا سبب:

اللہ کے رسول ﷺ نے ماہِ رمضان کے باقی حصے میں تراویح نہیں پڑھائی کہ کہیں رمضان میں تراویح مسلمانوں پر فرض نہ کردی جائے (اور اگر ایسا ہوتا تو) لوگ اس کی استطاعت نہ رکھتے۔

[1] یہ ستائیسویں شب تھی اور راجح قول کے مطابق یہی شبِ قدر ہے، جیسا کہ اس کا ذکر آچکا ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے اس رات اپنے اہل وعیال کو بھی جمع کیا، نیز اس حدیث سے تراویح کے لئے عورتوں کے بھی جماعت میں شریک ہونے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔

[2] یہ حدیث صحیح ہے جسے اہل سنن وغیرہ نے روایت کیا ہے (سنن ابوداؤد: ۱۳۷۵، ابواب شہر رمضان، سنن الترمذی: ۸۰۶، الصوم، سنن النسائی: ۱۳۶۵، الافتتاح، دیکھئے صلوٰۃ التراویح: ص ۱۶، ۱۷، صحیح ابوداؤد: ۲۴۵، ارواء الغلیل: ۴۴۷۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخاری و مسلم کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی جو حدیث گزر چکی ہے اس میں اس بات کا ذکر موجود ہے۔ (1)

---

(1) دیکھیے رسالہ صلوٰۃ التراویح: ۱۲ تا ۱۴ (مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علاّمہ مرحوم کی ذکر کردہ حدیث انہیں کی کتاب صلوٰۃ التراویح سے نقل کر دی جائے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رمضان کی راتوں میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں مختلف گروہوں میں بٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ ہوتا یہ کہ ایک شخص کو جسے قرآن یاد ہوتا اس کے ساتھ پانچ، چھ یا اس سے کچھ کم زیادہ افراد نماز پڑھتے، ایک رات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اپنے حجرہ کے دروازے پر ایک چٹائی بچھا دوں (یا دروازے پر لٹکا دوں)، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے تو چٹائی پر تشریف لائے، جو لوگ مسجد میں تھے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رات کے ایک بڑے حصے تک نماز پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر میں داخل ہو گئے اور چٹائی وہیں پڑی رہی، جب اگلی صبح ہوئی تو لوگ رات کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا تذکرہ کرنے لگے۔ چنانچہ آنے والی رات کو اس کثرت سے لوگ جمع ہوئے کہ ان کی بھیڑ سے مسجد گونج اٹھی، اس دوسری رات کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اسی چٹائی پر) تشریف لائے اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، اگلی صبح ہوئی تو پھر لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے، اب اس تیسری رات اس قدر لوگ جمع ہو گئے کہ مسجد بھر گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، پھر جب چوتھی رات تھی تو مسجد لوگوں کے لئے تنگ پڑ گئی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر اندر چلے آئے اور لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: اے عائشہ! لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ کل مسجد میں تھے ان سے اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھانے کے بارے میں سنا، اس لئے جمع ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (آج بھی) انہیں نماز پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! میری چٹائی لپیٹ دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رات غفلت میں (یعنی سو کر) نہیں گزاری، البتہ لوگ اپنی جگہ جمے رہے، بعض لوگوں نے نماز، نماز کہنا شروع کر دیا، (لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا) حتیٰ کہ نمازِ فجر کے لئے باہر آئے، جب فجر کی نماز پڑھا چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، کلمۂ شہادت (یا خطبۂ مسنونہ) کے بعد فرمایا: امابعد! اے لوگو! اللہ کی قسم بحمد للہ میں نے غفلت میں تو رات نہیں گزاری اور تمہارے یہاں جمع ہونے کا بھی مجھے علم تھا، لیکن مجھے اس کا خوف ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ، اس لئے اے لوگو! اتنے ہی عمل کا بوجھ اٹھاؤ جتنا مسلسل اٹھا سکو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اکتاتا نہیں یہاں تک کہ لوگ خود ہی اکتا جاتے ہیں۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جب اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد یہ خوف جاتا رہا کیونکہ اب شریعت مکمل ہوچکی تھی تو اس طرح وہ علت بھی زائل ہوگئی، یعنی تراویح میں جماعت کے ترک کا سبب، اور پہلا حکم یعنی جماعت کا جواز باقی رہا، اسی لئے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سنّت کو دوبارہ زندہ کیا۔ صحیح بخاری وغیرہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ ①

⑥ عورتوں کے لئے بھی جماعت مشروع ہے:

عورتوں کے لئے بھی مشروع ہے کہ وہ تراویح کی جماعت میں شریک ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ماسبق حدیث میں اس کا بھی ذکر آیا ہے، بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ مردوں کے امام کے علاوہ عورتوں کے لئے ایک الگ امام متعین کردیا جائے، حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ جب انہوں نے لوگوں کو تراویح پر جمع کیا تو مردوں کی امامت کے لئے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ (اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ) کو مقرر کیا اور عورتوں کی امامت کے لئے سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ ②

=ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک لوگوں کا یہی معمول رہا ہے (یعنی الگ الگ نماز تراویح پڑھتے رہے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلاف تک اسی پر عمل رہا ہے۔

اس حدیث کی تخریج علاّمہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن النسائی، الصیام للفریابی، قیام اللیل ابن نصر اور مسند احمد کے حوالے سے کی ہے اور بتلایا ہے کہ یہ سیاق قیام اللیل ابن نصر اور مسند احمد کا ہے۔ دیکھئے: مختصر قیام اللیل: ص ۲۱۵، مسند احمد: ج ۶ ص ۲۶۷، ۲۶۸۔

① علاّمہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس اثر کی تخریج اور اس پر علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ وغیرہ کے کلام کے لئے دیکھئے: مذکورہ رسالہ: ص ۴۹، ۵۰۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تخریج آگے آرہی ہے۔ (فیضی)

② مصنف عبدالرزاق: ج ۴ ص ۲۵۸، نمبر ۸۷۲۲، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۲ ص ۴۹۴، قیام رمضان ابن نصر: ص ۹۲۔ (اور مؤطا امام مالک مع تنویر احوالک ۱/ ۱۳۸ وغیرہ میں حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل ہے۔ اور مولانا شوق نیموی حنفی نے اسکی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے: تحفۃ الاحوذی ۳/ ۲۵۶) (ابوعدبان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز حضرت عرفجہ ثقفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھنے کا حکم دیتے، مردوں کے لئے الگ امام ہوتا اور عورتوں کے لئے خاص امام الگ سے متعین فرماتے، عورتوں کی امامت میں خود کرتا تھا۔ ①

میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ حکم اُس جگہ ہے جب مسجد اس قدر کشادہ ہو کہ ایک جماعت دوسری جماعت کے لئے باعثِ تشویش نہ ہو۔ ②

⑦ تراویح کی رکعتوں کی تعداد:

تراویح کی رکعتیں گیارہ ہیں، ہمارے نزدیک پسندیدہ قول یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اس سے زیادہ نہ پڑھی جائیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہونے تک اس سے زیادہ نہیں پڑھیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ماہِ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (تراویح) سے متعلق پوچھا گیا تو جواب میں فرمایا: ”رمضان ہو یا غیر رمضان نبی صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ چار رکعت پڑھتے جن کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں کچھ نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، اُن کے بھی طول وحسن سے متعلق کچھ نہ پوچھو، پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔“ ③

⑧ نمازی کو اختیار حاصل ہے کہ ان میں سے کچھ رکعتیں کم کردے حتیٰ کہ اگر صرف ایک رکعت وتر پر اکتفا کرے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور فرمان سے

① السنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۲/ص ۴۹۴، قیام رمضان لابن نصر المروزی: ص ۹۲۔

② یعنی عورتوں کے لئے الگ جماعت کا قیام اس صورت میں کیا جائے گا جب مسجد اتنی بڑی ہو کہ ایک جماعت دوسری جماعت کیلئے تشویش کا سبب نہ ہو، اور اگر مسجد اتنی کشادہ نہ ہو تو عورتیں یا تو مردوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائیں بشرطیکہ عورتوں کیلئے مسجد میں باپردہ جماعت کا انتظام ہو، یا پھر وہ اپنے گھر میں ہی نمازِ تراویح پڑھ لیا کریں۔ (اضافہ از مترجم مقصود الحسن)

③ صحیح بخاری: ۱۱۴۷، التہجد، صحیح مسلم: ۷۳۸، صلوٰۃ المسافرین۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلیل موجود ہے۔

عمل سے دلیل: جہاں تک آپ ﷺ کے عمل سے دلیل کا تعلق ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کتنی رکعتیں وتر پڑھتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''آپ ﷺ چار پھر تین رکعت وتر پڑھتے، چھ پھر تین رکعت پڑھتے اور دس پھر تین رکعت وتر پڑھتے، نہ تو سات رکعت سے کم وتر پڑھتے اور نہ ہی تیرہ رکعت سے زیادہ۔ ﴿۱﴾

قول سے دلیل: آپ ﷺ کا فرمان یوں ہے:

((اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُوْتِرْ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُوْتِرْ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُوْتِرْ بِوَاحِدٍ)) ﴿۲﴾

''وتر کی نماز حق اور ثابت ہے، جو کوئی چاہے پانچ رکعت وتر پڑھے، جو چاہے تین رکعت وتر پڑھے اور جو چاہے تو ایک رکعت وتر پڑھے''۔

⑨ قیام (تراویح) میں تلاوتِ قرآن مجید:

رمضان یا غیر رمضان کی راتوں کے قیام میں تلاوتِ قرآن مجید کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے کم یا زیادہ کی کوئی ایسی حد مقرر نہیں فرمائی ہے کہ اس میں کمی بیشی نہ کی جا سکے، بلکہ خود آپ ﷺ کی قراءت مختلف ہوا کرتی تھی، کبھی مختصر اور کبھی لمبی، چنانچہ کبھی تو آپ ﷺ ہر رکعت

﴿۱﴾ سنن ابوداؤد: ۱۳۶۲، ابواب قیام اللیل۔ مسند احمد: ج ۶ ص ۱۴۹ وغیرہ، دیکھئے: صلوٰۃ التراویح: ص ۸۴ و صحیح سنن ابوداؤد: ۱۲۳۳۔ واضح رہے کہ اس تیرہ رکعت میں عشاء کی دو رکعت سنت بھی شامل ہے، یا وہ دو ہلکی رکعتیں ہیں جن سے آپ ﷺ اپنی نمازِ تہجد کی ابتداء فرماتے تھے، اسے ہی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے راجح قرار دیا ہے، دیکھئے: صلوٰۃ التراویح: ۱۶-۱۷۔

﴿۲﴾ شرح معانی الآثار: ج ۱ ص ۱۷۲، مستدرک الحاکم: ج ۱ ص ۳۰۲، سنن الدار قطنی: ۱۶۴۱، البیہقی: ج ۳ ص ۲۷، آئمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: رسالہ صلوٰۃ التراویح: ص ۸۴ للمؤلف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سورۃ المزمل کے بقدر یعنی ۲۰ آیتیں پڑھا کرتے تھے، اور کبھی پچاس آیتیں پڑھتے تھے، نیز فرمایا کرتے:

((وَمَنْ صَلّٰی فِي لَيْلَةٍ بِمِائَةِ آيَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ)) ①

''جو شخص رات کی نماز میں سو آیت کے بقدر پڑھے، وہ غافلوں میں شمار نہ ہوگا''۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((....بِمِأَتِيْ آيَةٍ يُكْتَبُ مِنَ الْقَانِتِيْنَ الْمُخْلِصِيْنَ)) ②

''اور جو شخص دوسو آیتیں پڑھے گا وہ اطاعت شعار اور مخلص لوگوں میں سے شمار ہوگا''۔

ایک اور رات تو بیمار رہنے کے باوجود آپ ﷺ نے سات لمبی سورتیں پڑھیں، یعنی سورۂ بقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ، الانعام، الاعراف اور سورۃ التوبہ۔ ③

اِسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ وہ قصہ ہے جس میں انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں سورۂ بقرہ پڑھی پھر سورۂ نساء شروع کی اور ختم کی، پھر سورۂ آل عمران پوری پڑھی، نیز بڑے اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ ④

① قیام اللیل لابن نصر: ص ٦٦، صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۴۲۔ مستدرک الحاکم: ج ۱ ص ۳۰۸ بروایت ابوہریرہ وابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھئے التصحیح: ۶۴۳۔

② سنن الدارمی: ج ۲ ص ۴۶۵، مستدرک الحاکم: ج ۱ ص ۳۰۸-۳۰۹ بروایت ابوالدرداء وابوہریرہ رضی اللہ عنہما۔ دیکھئے: اصل ''صفة صلاة النبي ﷺ'': ج ۲ ص ۵۲۵-۵۲۶۔

③ ابویعلی: ۴۴۴۴، ج ٦ ص ۱۶۴، صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۳۶، ج ۲ ص ۱۷۷، بروایت انس رضی اللہ عنہ، علامہ مرحوم نے اس حدیث کی تصحیح سے رجوع کرلیا ہے، دیکھئے: الضعیفہ: ۳۹۹۵۔

④ صحیح مسلم: ۷۷۲، صلوٰۃ المسافرین، سنن النسائی: ۱٦٦۵، قیام اللیل، سنن ابوداؤد: ۸۷۱، الصلوٰۃ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ جب انہوں نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ (اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ) کو رمضان میں گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تو حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ (ایک رکعت میں) وہ سورتیں پڑھتے تھے جن میں سو یا اس سے زیادہ آیتیں ہوتیں، یہاں تک کہ لوگ ان کے پیچھے لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیتے اور فجر کے قریب ہی نماز سے فارغ ہوتے۔ ①

نیز حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے رمضان میں آئمہ، قاریوں اور حافظوں کو جمع کیا اور تیز رفتار قراءت کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ ایک رکعت میں تیس آیتیں پڑھے، درمیانی رفتار سے پڑھنے والے کو حکم دیا کہ وہ پچیس آیتیں پڑھے اور آہستہ پڑھنے والے کو حکم دیا کہ وہ ایک رکعت میں بیس آیتیں پڑھے۔ ②

اس سے پتہ چلا کہ اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو جتنی لمبی قراءت کرنا چاہے کرے، اسی طرح اگر اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں جو اس کی موافقت کر سکیں تو بھی لمبی قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور قراءت جتنی ہی لمبی کی جائے اتنا ہی افضل ہے، ایسا بھی نہ ہو کہ طول دینے میں اتنا مبالغہ کرے کہ پوری رات ہی نماز میں گزار دے، ہاں! کبھی کبھار کی شکل میں جائز ہے، ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم)) ③

”سب سے بہترین طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے“۔

اور اگر لوگوں کی امامت کر رہا ہو تو اسے نماز کو اتنا ہی طول دینا چاہیئے جتنا اس کے پیچھے

① الموطأ: ۲۴۸، ج ۱ ص ۱۲۷، دیکھیئے: صلوٰۃ التراویح ص ۴۵۔

② مصنف عبدالرزاق: ج ۴ ص ۲۶۱، ۷۷۳۱، السنن الکبری للبیہقی: ج ۲ ص ۴۹۷، دیکھئے: صلوٰۃ التراویح: ۶۱، حاشیہ نمبر: ۲۔

③ صحیح مسلم: ۸۶۷، الجمعہ۔ سنن النسائی: ۱۵۷۹، العیدین وغیرہ میں مذکور حدیث کا ایک ٹکڑا ہے، دیکھیئے: احکام الجنائز: ص ۱۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھنے والوں پر گراں نہ گزرے، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِذَا مَا قَامَ أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلَاةَ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَفِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِذَا قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلَاتَهُ مَاشَآءَ)) ①

''جب کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی، کمزور و مریض بھی ہوتے ہیں اور حاجت مند بھی اور جب اکیلا نماز پڑھنے کھڑا ہو تو جتنی لمبی نماز پڑھنا چاہے پڑھ لے''۔ ②

⑩ قیام (تراویح) کا وقت:

رات کی نماز (تہجد) کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر طلوعِ فجر تک ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً هِيَ الْوِتْرُ فَصَلُّوهَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ)) ③

① صحیح بخاری:٧٠٣، الاذان۔ صحیح مسلم:٤٦٧، الصلاۃ، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں، دیکھئے الارواء:٥١٢، صحیح ابوداؤد:٧٥٩۔

② مترجم کہتا ہے کہ اختصار کا یہ مطلب نہیں کہ ہر رکعت میں صرف دو تین آیتوں پر اکتفا کیا جائے اور نہ یہ جائز ہوگا کہ قراءت اتنی تیز رفتاری سے کی جائے کہ سننے والے قرآن کے حروف وکلمات کو سمجھ نہ سکیں، کیا ہی خوب فرمایا امامِ ربانی حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے جب لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تراویح کی ایک رکعت میں کتنی آیتیں پڑھی جائیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایک رکعت میں تیس آیتیں پڑھا کرو، کہا گیا لوگوں پر بھاری پڑتا ہے تو فرمایا: بیس آیتیں پڑھو، پھر کہا گیا کہ لوگ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو کہا سورہ بقرہ کی دس آیتیں پڑھو اور اگر چھوٹی آیتوں والی سورت ہو تو سورۂ بقرہ کی دس آیتوں کے برابر پڑھا کرو، لوگوں نے کہا کہ لوگ اتنے کمزور ہیں ان میں اتنی دیر قیام کی طاقت بھی نہیں ہے؟ فرمایا: اگر لوگ دس آیتیں بھی برداشت نہ کرسکیں تو انہیں تراویح پڑھاؤ ہی نہیں۔ دیکھئے: لطائف المعارف:٣١٦۔

③ مسند احمد: ج٦ص٧، الطبرانی الکبیر:٢١٦٨، ج٢ص٢٧٩، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، دیکھئے: الصحیحۃ:١٠٨ اور ارواء الغلیل: ج٢ص١٥٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو ایک نماز مزید عطا کی ہے یعنی نمازِ وتر، تم اسے نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کے درمیان پڑھا کرو“۔ ①

⑪ جس کے لئے آسانی ہو وسط قیام اللیل رات کے آخر میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ)) ②

”جسے یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہ ہو سکے گا وہ رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لے اور جو آخر شب میں بیدار ہونے کی خواہش رکھتا ہو وہ آخری حصے ہی میں وتر پڑھے، کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر رہتے ہیں اور یہی افضل وقت ہے“۔

⑫ اور اگر صورتِ حال ایسی درپیش ہو کہ جماعت کے ساتھ نمازِ تراویح ابتدائی شب پڑھیں یا شب کے آخری حصے میں اکیلے پڑھیں تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے، کیونکہ اس صورت میں اسے پوری رات نماز پڑھنے کا اجر ملے گا، جیسا کہ نمبر:۴ میں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث گزر چکی ہے، اور اسی پر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا ہے، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک شب مسجد کی طرف نکلا، دیکھا کہ وہاں لوگ الگ الگ گروپ میں بٹ کر نمازِ تراویح پڑھ رہے ہیں، کوئی اکیلے نماز پڑھ رہا ہے اور کسی کے ساتھ ایک چھوٹی سی

---

① رات کی پوری نماز کو وتر کہتے ہیں کیونکہ اس کی تعداد طاق عدد ہے۔

② صحیح مسلم:۷۵۵، المسافرین، مسند احمد:ج۳/ص۳۴۸، دیکھئے: الصحیحہ:۲۶۱۰، بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جماعت ہے، حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا: اگر میں ان سب لوگوں کو ایک ہی امام کے پیچھے جمع کردوں تو بہتر ہوگا، پھر اس کا پختہ ارادہ کرلیا، چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں سب کو اکٹھا کردیا۔

پھر ایک دوسری رات کو باہر نکلے اور دیکھا کہ لوگ اپنے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں تو فرمایا: یہ کتنی اچھی بدعت ہے، (۱) اور یہ لوگ جس وقت سوتے رہتے ہیں وہ اس وقت سے افضل ہے جس وقت قیام کررہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ رات کے آخری حصہ کی طرف تھا کیونکہ لوگ اول شب میں نمازِ تراویح ادا کرتے تھے۔ (۲)

نیز زید بن وھب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہمیں رمضان

(۱) مترجم کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بہت سے لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: ۱- بدعتِ حسنہ۔ ۲- بدعتِ سیئہ، اور پھر اسی کو بنیاد بناکر دین میں بہت سی بدعتیں ایجاد کرلی ہیں، علّامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "صلوٰۃ التراویح" میں اس موضوع کو تفصیل سے چھیڑا ہے، بہتر ہے کہ یہاں علّامہ مرحوم کے قول کا خلاصہ نقل کردیا جائے۔ چنانچہ علّامہ مرحوم کہتے ہیں کہ (بعض لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے غلط استدلال کیا ہے کہ بعض بدعتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو حسنہ کہلاتی ہیں اور اسی بنیاد پر فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) "ہر بدعت گمراہی ہے" کو مخصوص کیا ہے۔ حالانکہ یہ استدلال سرے سے باطل ہے کیونکہ حدیث اپنے عموم پر باقی ہے، البتہ جہاں تک حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے قول "نِعْمَةُ الْبِدْعَةِ" کا تعلق ہے تو اس سے مراد شرعی بدعت نہیں بلکہ لغوی بدعت ہے یعنی ایسا کام جو پہلے سے لوگوں کے درمیان رائج نہ رہا ہو، مثلاً ایک امام کے پیچھے جماعت سے نمازِ تراویح عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی کے ابتداء میں پڑھنے کا رواج نہ تھا، اس لیئے اسے بدعت سے تعبیر کیا، فرمایا: لیکن اگر اسے اس پہلو سے دیکھا جائے کہ یہ عمل فعلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین موافق تھا، تو اسے سنّت کہنا چاہیئے، اس پر بدعت کا اطلاق ہی نہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے "حسنہ" سے تعبیر کیا ہے۔ (کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بدعت ساری کی ساری ضلالت وگمراہی ہے)

پھر علّامہ مرحوم نے اپنی تائید میں امام عبدالوہاب السبکی، حافظ ابن عبدالبر اور علامہ فقیہ ابن حجر ہیثمی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کئے ہیں، دیکھیئے:: رسالہ صلوٰۃ التراویح: ص ۴۳-۴۵۔

(۲) صحیح بخاری: ۲۰۱۰، التراویح وغیرہ دیکھیئے: رسالہ صلوٰۃ التراویح: ۴۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تراویح پڑھایا کرتے اور رات ہی میں فارغ ہو جاتے۔ (یعنی پوری رات تراویح پڑھانے میں نہ گزار دیتے)۔ ①

⑬ رات کی نماز کا طریقہ:

اس مسئلے کو میں نے اپنی کتاب ''صلاۃ التراویح''، ص 79 تا 98 میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے، یہاں ناظرین کی آسانی اور یاددہانی کے لیے اس کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں:

پہلا طریقہ:

تیرہ رکعتیں پڑھی جائیں، جن کی ابتداء دو ہلکی رکعتوں سے کی جائے۔ راجح قول کے مطابق یہ دونوں رکعتیں یا تو نمازِ عشاء کے بعد والی سنتیں ہیں یا پھر خاص وہ دو رکعتیں ہیں جن سے تہجد کے نماز کی ابتداء کی جاتی ہے، جیسا کہ یہ موضوع گزر چکا ہے، اس کے بعد دو رکعتیں خوب لمبی پڑھی جائیں، پھر دو لمبی رکعتیں پڑھی جائیں جو پہلی دونوں رکعتوں کے مقابلے میں ہلکی ہوں، پھر دو رکعتیں پڑھی جائیں جو اپنے سے پہلے کی دونوں رکعتوں سے ہلکی ہوں، اس کے بعد پھر دو لمبی رکعتیں پڑھی جائیں جو اپنے سے پہلے کی دونوں رکعتوں سے ہلکی ہوں، پھر اس کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھی جائیں جو اپنے سے پہلے والی دونوں رکعتوں سے ہلکی ہوں، اور پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھا جائے۔

دوسرا طریقہ:

نمازی تیرہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ آٹھ رکعتوں تک ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، پھر پانچ رکعت نمازِ وتر ایک تشہد اور ایک ہی سلام سے پڑھے (نہ درمیان میں بیٹھے اور نہ سلام

① مصنف عبدالرزاق: ۷۷۴۱، اس اثر کی سند صحیح ہے، نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا تراویح کو رات کے آخری حصہ میں اکیلے ادا کرے؟ امام موصوف نے انہیں ذکر شدہ دونوں آثار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: مسلمانوں کا طریقہ (یعنی جماعت سے پڑھنا) ہمیں زیادہ پسند ہے۔ مسائل احمد لابی داؤد: ۶۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھیرے، بس آخری رکعت پر سلام پھیرے)۔

تیسرا طریقہ:

گیارہ رکعتیں اس طرح پڑھی جائیں کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھی جائے۔

چوتھا طریقہ:

گیارہ رکعتیں اس طرح پڑھی جائیں کہ نمازی ہر چار رکعت ایک سلام سے پڑھے اور پھر تین رکعت وتر پڑھے۔

البتہ یہ سوال محلِ نظر ہے کہ کیا چار رکعتوں اور تین رکعتوں میں سے ہر دو رکعت پر تشہد کرے گا یا نہیں، اس کا کوئی تسلی بخش جواب مجھے نہیں مل سکا، لیکن واضح رہے کہ تین رکعت (وتر) میں دوسری رکعت پر بیٹھنا ثابت نہیں ہے۔

پانچواں طریقہ:

گیارہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ آٹھ رکعتوں میں کسی رکعت پر نہ بیٹھے، آخر میں آٹھویں رکعت پر جلسہ کرے اور تشہد و درود سے فارغ ہو کر سلام پھیرے بغیر کھڑا ہو جائے، پھر ایک رکعت وتر پڑھ کر سلام پھیر دے، یہ کل نو رکعتیں ہوئیں، اس کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے۔

چھٹا طریقہ:

نو رکعتیں اس طرح پڑھی جائیں کہ چھ رکعتوں میں صرف چھٹی رکعت پر تشہد کیا جائے، تشہد و درود کے بعد (بغیر سلام پھیرے کھڑا ہو جائے، پھر ایک رکعت وتر پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے، یہ کل سات رکعتیں ہوئیں، پھر آخر میں دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھی جائیں) جیسا کہ اس سے ماقبل طریقہ میں گزرا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(نمازِ تہجد وتراویح کی) یہ وہ کیفیتیں ہیں جو نبی کریم ﷺ سے بصراحت ثابت ہیں، نیز ان میں بعض دیگر کیفیتوں کا بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے،اس طرح کہ ہر کیفیت سے جتنی رکعتیں کم کرنا چاہے کم کر دے حتی کہ اگر صرف ایک ہی رکعت پڑھنا چاہے تو اس پر بھی اکتفا کر سکتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان گزر چکا ہے کہ "جو چاہے پانچ رکعت وتر پڑھے اور جو چاہے تین رکعت وتر پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت وتر پڑھے"۔ [1]

یہ پانچ رکعتیں اور تین رکعتیں خواہ ایک تشہد اور ایک سلام سے پڑھے جیسا کہ دوسری کیفیت میں اس کا ذکر گزر چکا ہے،اور اگر چاہے تو ہر دو رکعت پر تشہد کے بعد سلام پھیر دے، جیسا کہ تیسری کیفیت کے ذکر میں گزر چکا ہے،اور یہی افضل ہے۔ [2]

البتہ پانچ رکعتیں یا تین رکعتیں اس طرح پڑھنا کہ دوسری رکعت پر بیٹھ کر تشہد پڑھے اور بغیر سلام پھیرے کھڑا ہو جائے، تو یہ طریقہ میرے نزدیک نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے،اصول تو یہی ہے کہ ایسا کرنا بھی جائز ہو لیکن چونکہ نبی کریم ﷺ نے تین رکعت وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ اسے مغرب کے مشابہ نہ بناؤ۔ [3] اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص تین رکعت وتر پڑھنا چاہے وہ اس مشابہت سے بچے،اور یہ دو صورتوں میں ہو سکتا ہے۔

---

[1] تخریج کیلئے دیکھئے: فقرہ نمبر ۸۔

[2] **ایک اہم فائدہ:** امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیثوں میں مذکور تعداد اور رکعتیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے مروی تعداد میں جس عدد اور جس کیفیت کے مطابق پڑھنا چاہے، پڑھ سکتا ہے، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔(صحیح ابن خزیمہ: ج ۲/ص ۱۹۴)علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ مفہوم میرے اختیار کردہ قول سے مکمل مطابقت رکھتا ہے کہ رکعات تراویح کی جتنی تعداد نبی کریم ﷺ سے مروی ہے اسی کا التزام کیا جائے اور اُس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى تَوْفِيقِهِ،وَأَسْاَلُ اللّٰهَ الْمَزِيدَ مِنْ فَضْلِهِ.

[3] الطحاوی: ۱/۲۹۲، سنن الدارقطنی: ۱۶۵،۱۶۵ اوغیرہ۔ دیکھئے: رسالہ التراویح: ۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ا) شفع (دو رکعت) اور وتر (ایک رکعت) کے درمیان سلام پھیر دے، دلیل کے اعتبار سے یہی زیادہ قوی اور بہتر ہے۔

(ب) شفع اور وتر کے درمیان نہ بیٹھے۔...... واللہ اعلم.

⑭ وتر کی تین رکعتوں میں قراءت:

سنّت یہ ہے کہ وتر کی تین رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلَى﴾ پڑھے، دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُوْن﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھے، اور کبھی کبھار اس کے ساتھ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کا اضافہ کرسکتا ہے۔ [1]

آپ ﷺ سے بسند صحیح یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ نے وتر کی ایک رکعت میں سورۂ نساء کی سو (۱۰۰) آیتیں پڑھیں۔ [2]

⑮ دعائے قنوت اور اس کا مقام:

اور قراءت سے فارغ ہونے کے بعد رکوع سے پہلے کبھی کبھار نمازی وہ دعائے قنوت پڑھ لیا کرے جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی، وہ دعا یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّکَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْکَ وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ

[1] سنن الترمذی: ۴۶۳، الصلوۃ، مستدرک الحاکم: ۱/۳۰۵، بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا (یہ حوالہ مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔)

[2] سنن النسائی: ۱۷۲۹، قیام اللیل، مسند احمد: ۴/۴۱۹، مسند الطیالسی: ۵۱۲، بروایت ابوموسی الاشعری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ)) ①

اور کبھی کبھار اللہ کے رسول ﷺ پر درود پڑھ لیا کریں، جیسا کہ فوراً بعد اس کی دلیل آ رہی ہے۔ ②

⑯ آدھے رمضان کے بعد رکوع کے بعد قنوت پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور دعائے قنوت میں یہ اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ آخر میں کافروں پر لعنت بھیجی جائے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا جائے اور مسلمانوں کے لئے دعا کی جائے کیونکہ عہدِ عمر رضی اللہ عنہ میں آئمہ مساجد سے ایسا کرنا ثابت ہے، چنانچہ ص ۲۸، ۲۹ پر حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کی جو حدیث گزر چکی ہے اس کے آخر میں یہ اضافہ موجود ہے کہ نصف رمضان کے بعد وہ لوگ کافروں پر ان الفاظ میں لعنت بھیجتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِوَعْدِكَ وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَأَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَأَلْقِ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ إِلٰهَ الْحَقِّ)) ③

پھر اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجتے اور عمومی مسلمانوں کے لیۓ ممکن حد تک دعا کرتے اور ان کے لیۓ استغفار کرتے۔

ایک اور جگہ ہے کہ جب کافروں پر لعنت، نبی کریم ﷺ پر درود اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیۓ دعائے مغفرت سے فارغ ہوتے تو کہتے:

① سنن ابوداؤد: ۱۴۲۵، الوتر۔ سنن النسائی: ۱۷۴۶، قیام اللیل وغیرہ۔ نیز دیکھیۓ: صفۃ الصلوٰۃ: ص ۹۵، ۹۶۔

② دیکھیۓ: حاشیہ فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ص ۸۷، تلخیص صفۃ صلاۃ النبی ﷺ: ص ۴۵۔

③ ''اے اللہ! ان کافروں کو ہلاک کر دے جو تیرے راستے سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، تیرے وعدے پر ایمان نہیں رکھتے، اے اللہ! ان کے درمیان تفرقہ ڈال دے، ان کے دلوں میں خوف پیدا کر دے، اے حقیقی معبود! ان پر اپنا عذاب اور غضب نازل فرما۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ إِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ رَبَّنَا وَنَخَافُ عَذَابَکَ الْجِدَّ إِنَّ عَذَابَکَ لِمَنْ عَادَیْتَ مُلْحِقٌ)) ①

پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جاتے۔ ②

⑰ وتر کے آخر کی دعا:

سنت یہ ہے کہ وتر کے آخر میں سلام سے پہلے یا سلام کے بعد یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَیْکَ أَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ)) ③

⑱ اور جب وتر سے فارغ ہو کر سلام پھیرے تو تین بار کہے:

((سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ)) اور تیسری بار میں آواز کو لمبا اور بلند کرے۔ ④

---

① ''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے ہی لئے نماز پڑھتے اور تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف ہی کوشاں اور رواں دواں ہیں، اے ہمارے رب! تیری رحمتوں کے امیدوار ہیں، تیرے واقعی عذاب سے ڈرتے ہیں، تیرا عذاب تو تیرے دشمنوں کو پا لینے والا ہے۔''

② صحیح ابن خزیمہ: ۲/۱۵۵، ۱۵۶، نمبر ۱۱۰۰۔

③ صحیح ابوداؤد: ۱۲۸۲، ارواء الغلیل: ۴۳۰، بروایت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

دعا کا ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے بچتے ہوئے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں، تیری پکڑ سے بچتے ہوئے تیرے عفو وکرم کی پناہ چاہتا ہوں، میں تجھ سے (تیرے غیظ وغضب سے) تیری پناہ (تیرے رحمت کی پناہ) چاہتا ہوں، اے میرے رب! ہم تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتے، تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف خود بیان کی ہے۔''

④ صحیح ابوداؤد: ۱۲۸۴ (سنن ابوداؤد: ۱۴۳۰، الصلوۃ۔ سنن النسائی: ۱۷۰۰، قیام اللیل، بروایت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑲ وتر کے بعد کی دو رکعتیں:

وتر پڑھنے والے کے لئے جائز ہے کہ نمازِ وتر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، کیونکہ ایسا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے،① بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس کا حکم بھی دیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ هَـذَا السَّـفَـرَ جُهْـدٌ وَثِقْلٌ، فَإِذَاأَوْتَرَأَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَالَهُ)) ②

''یہ سفر مشکل کام ہے اور بھاری بھی ہے، لہٰذا جب تم وتر پڑھ چکو تو اس کے بعد دو رکعتیں پڑھ لیا کرو، پھر اگر رات کے آخری حصے میں بیدار ہو گئے تو ٹھیک ورنہ یہ دونوں رکعتیں تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی''۔ ③

⑳ سنّت یہ ہے کہ ان دونوں رکعتوں میں ﴿إِذَا زُلْـزِلَـتِ الْأَرْضُ﴾ اور ﴿قُـلْ يَـاۤأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ پڑھی جائیں۔ ④

---

① صحیح مسلم: ۷۴۶، ۷۳۸، المسافرین، بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ دیکھئے صلوٰۃ التراویح: ۱۰۸، ۱۰۹۔

② صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۰۶، ج ۲ ص ۱۵۹۔ سنن الدارمی: ۱/۳۷۴، بروایت ثوبان۔ دیکھئے: الصحیحہ: ۱۹۹۳۔

③ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مدت تک ان دو رکعتوں کے بارے میں مجھے تردد تھا لیکن جب اس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلع ہوا تو اسے فوراً اپنا لیا اور مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ'' ایک استحبابی حکم ہے وجوبی نہیں، یہی قول حافظ ابن نصر رحمہ اللہ (ص ۱۲۰) کا بھی ہے......
مترجم کہتا ہے کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور دیگر آئمہ کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ انہوں نے اپنی صحیح میں متعدد باب قائم کئے ہیں، جیسے ''باب وتر کے بعد نماز پڑھنے کی رخصت'': ج ۳ ص ۱۵۷۔ ''باب: وتر کے بعد پڑھی جانے والی رکعتوں میں قراءت کا بیان'' ج ۲ ص ۱۵۸۔ ''باب: اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص بھی وتر کے بعد نماز پڑھنا چاہے اس کے لئے جائز ہے...... الخ'': ج ۲ ص ۱۵۹۔

④ صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۰۴-۱۱۰۵، ج ۲ ص ۱۵۸-۱۵۹، امام خزیمہ نے اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دو سندوں سے روایت کیا ہے جو ایک دوسرے کو تقویت دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتکاف

اعتکاف کا ثبوت:

① رمضان ہو یا غیر رمضان سال کے پورے دنوں میں اعتکاف کرنا سنت سے ثابت ہے، اس کے ثبوت کی اصلی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرة: ۱۸۷)

''جبکہ تم مسجد میں اعتکاف میں ہو۔''

نیز آپ ﷺ کے اعتکاف کرنے کے بارے میں صحیح حدیثیں کثرت سے وارد ہیں اور سلف کے آثار تو اس بارے میں بطریق تواتر مروی ہیں جو کہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبد الرزاق میں مذکور ہیں۔ ①

اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بار شوال کے دس دن کا اعتکاف کیا۔ ②

اسی طرح حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا:

''میں نے جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کی نذر مانی تھی (جسے ابھی تک پوری نہیں کر سکا''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ)) اپنی نذر پوری کرو۔ چنانچہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک رات کا اعتکاف کیا۔ ③

= رہی ہیں۔ دیکھیے: صفة صلاة النبی ﷺ: ص ۱۲۴۔

① مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۴/ص ۱۲۹، اور اس کے بعد مصنف عبد الرزاق: ج ۴/ص ۳۴۴، اور اس کے بعد۔

② صحیح بخاری: ۲۰۳۴، الاعتکاف، صحیح مسلم: ۱۱۷۳، الاعتکاف، صحیح ابن خزیمہ: ۲۲۱۲۔ ج ۳/ص ۳۴۳، یہ لمبی حدیث کا حصہ ہے، دیکھیے: صحیح سنن ابوداؤد: ۲۱۳۷۔

③ صحیح بخاری: ۲۰۴۲، الاعتکاف، صحیح مسلم: ۱۶۵۶، الایمان، ابن خزیمہ: ۲۲۲۸، ج ۳/ص ۳۴۷، الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، دیکھیے: صحیح سنن ابوداؤد: ۲۱۳۶، ۲۱۳۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② سب سے تاکیدی اعتکاف رمضان میں اعتکاف کرنا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے، اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ ①

③ اعتکاف کے لئے سب سے افضل وقت رمضان کے آخری ایام ہیں، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے رہے ہیں۔ ②

اعتکاف کی شرطیں:

① اعتکاف صرف مسجدوں ہی میں صحیح ہے، دلیل باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرۃ:۱۸۷)

"اور عورتوں کے ساتھ اس وقت مباشرت نہ کرو جب تم مسجد میں اعتکاف کیئے ہوئے ہو۔ ③

اعتکاف کرنے والے کے لیئے سنّت ہے کہ وہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے صرف انہیں کاموں کے لئے نکلے جن کے لئے نکلنا ضروری ہوتا ہے، اعتکاف کرنے والا نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ اپنی عورت کو شہوت سے چھوئے اور نہ ہی اس سے مباشرت کرے، نیز اعتکاف کسی ایسی ہی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں جماعت ہوتی ہو، اور سنّت یہ ہے کہ جو اعتکاف میں بیٹھے

---

① صحیح بخاری:۲۰۴۴، الاعتکاف، صحیح ابن خزیمہ:۲۲۲۱، ج۲رص۳۴۱، دیکھیئے: صحیح ابوداوٗد:۲۱۲۶، ۲۱۳۰۔

② صحیح بخاری:۲۰۲۶، الاعتکاف، صحیح مسلم:۱۱۷۲، الاعتکاف، ابن خزیمہ:۲۲۲۳، ج۳رص۳۴۵، دیکھئے: ارواء الغلیل:۹۶۶، صحیح سنن ابوداوٗد:۲۱۲۵۔

③ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے وہی استدلال کیا ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے (یعنی اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اعتکاف کے لئے مسجد کی شرطیت پر استدلال اس طرح ہے کہ اگر اعتکاف مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ جائز ہوتا تو مباشرت کی حرمت کو مسجد میں اعتکاف کے ساتھ خاص نہ کیا جاتا، کیونکہ جماع تو بالاتفاق اعتکاف کے منافی ہے، اس لئے یہاں مسجد کا ذکر کرنے سے یہ واضح ہوا کہ اعتکاف مسجد ہی میں ہوسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ روزہ بھی رکھے۔ (۱)

(۲) مناسب یہ ہے کہ مسجد جامع ہو، تا کہ نمازِ جمعہ کے لیئے باہر نکلنے پر مجبور نہ ہونا پڑے، کیونکہ جمعہ کے لیئے جانا واجب ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماسبق حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ: اعتکاف جامع مسجد ہی میں ہوسکتا ہے، پھر اس بارے میں مجھے ایک صریح اور صحیح حدیث بھی ملی جو آیت میں مذکور لفظ ''المساجد'' کو صرف تین مسجدوں کے ساتھ خاص کر دیتی ہے، مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ۔

اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) (۲)

'' اعتکاف نہیں ہے مگر تین مسجدوں میں''۔

میری اطلاع کے مطابق اس حدیث کے مطابق سلف صالحین میں سے درج ذیل علماء نے یہی فتویٰ دیا ہے:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہما، البتہ حضرت عطاء رحمہ اللہ نے صرف مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کا ہی ذکر کیا ہے۔

ان کے علاوہ دوسرے علماء مسجد کے لئے صرف جامع مسجد کی شرط لگاتے ہیں، جب کہ بعض دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی اور ان کا کہنا ہے کہ اعتکاف اپنے گھر کی مسجد میں بھی ہوسکتا ہے، اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ جو قول حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو اسی کو اختیار کرنا چاہیئے۔ (۳) واللہ اعلم۔

(۱) سنن ابوداؤد: ۲۴۷۳، الصوم۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۲ ص ۳۱۶، بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا، دیکھیئے: صحیح ابوداؤد: ۲۱۲۵، الارواء: ۹۶۶۔

(۲) شرح مشکل الآثار: ج ۴ ص ۲۰۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۲ ص ۳۱۶، بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ تفصیل کے لئے دیکھیئے: الصحیحہ: ۲۷۸۶، وہیں بعض وہ آثارِ صحیحہ بھی مذکور ہیں جو اس حدیث کی تائید کرتے ہیں۔

(۳) اس موضوع کی وضاحت کے لئے کتابچہ کے اخیر میں مترجم کا ضمیمہ دیکھیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ اعتکاف کرنے والے کے لیئے سنّت یہ ہے کہ وہ روزہ رکھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ابھی گزرا ہے۔ ①

اعتکاف کرنے والے کے لئے جائز کام:

① اعتکاف کرنے والے کے لیئے جائز ہے کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیئے مسجد سے باہر نکلے، اور سر کو دھونے اور سنوارنے کے لیئے مسجد سے باہر نکلنا بھی جائز ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے اور میں اپنے حجرے میں ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری طرف حجرہ کے اندر کر دیتے تاکہ میں اس میں کنگھی کردوں۔

ایک اور روایت میں ہے: تاکہ میں آپ کے سر کو دھوؤں، اس وقت میرے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دروازے کی چوکھٹ حائل ہوتی اور بسا اوقات اس وقت میں حالتِ حیض میں ہوتی) جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تو گھر میں صرف انسانی ضرورت کے لیئے ہی تشریف لاتے۔ ②

① یہ اثر سنن کبریٰ بیہقی میں صحیح سند سے، ج ۲، ص ۳۱۷، اور سنن ابوداؤد: ۲۴۷۳، الصوم میں حسن سند سے مروی ہے، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ زاد المعاد میں لکھتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بغیر روزہ رکھے اعتکاف کیا ہو، بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ بغیر روزہ کے اعتکاف نہیں ہے، نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعتکاف کا ذکر روزہ کے ساتھ ہی کیا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعتکاف روزہ رکھ کر ہی کیا ہے، اس لیئے دلیل کے اعتبار سے راجح قول وہی ہے جو جمہور سلف کا ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے، علّامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو شخص نماز یا کسی اور مقصد کے لیئے مسجد میں داخل ہو، اس کے لیئے یہ ثابت نہیں ہے کہ مسجد میں اپنے ٹھہرنے کی مدت تک اعتکاف کی نیت کر لے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے الاختیارات میں اس کی صراحت کی ہے۔

② صحیح بخاری: ۲۰۲۹، الاعتکاف۔ صحیح مسلم: ۲۹۷، الحیض۔ مسند احمد: ج ۶ ص ۲۰۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۹۷۸۵، ج ۴، ص ۱۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② اعتکاف کرنے والے یا غیر اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد میں وضو کرنا جائز ہے، اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت کرنے والے ایک صحابی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں ہلکا سا وضو کیا۔ ①

③ اعتکاف کرنے والا مسجد کے آخری حصے میں چھوٹا سا خیمہ نصب کرسکتا ہے جس میں وہ اعتکاف بیٹھے، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ جب اعتکاف میں بیٹھنے کا ارادہ فرماتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لیئے ایک خیمہ نصب کردیتیں اور وہ ایسا آپ ﷺ کے حکم سے کرتیں۔ ② اور ایک بار آپ ﷺ نے ایک گنبد نما چھوٹے ترکی خیمہ میں اعتکاف فرمایا جس کے دروازے پر چٹائی لٹکی ہوئی تھی۔ ③

عورت کا اعتکاف کرنا اور اعتکاف میں بیٹھے ہوئے شوہر کی زیارت کرنا:

④ عورت کیلئے جائز ہے کہ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے شوہر کی زیارت کرے اور شوہر کیلئے بھی جائز ہے کہ وہ مسجد کے دروازے تک اسے رخصت کرنے آئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، ایک رات میں آپ ﷺ کی زیارت کے لئے گئی تو آپ ﷺ کے پاس دوسری ازواج مطہرات بھی موجود

① السنن الکبری للبیہقی: ج۴، ص۲۲۲، مسند احمد: ج۵، ص۲۶۵، مسند احمد میں یہ حدیث مختصر ہے۔

② صحیح بخاری وغیرہ تخریج گزرچکی ہے، دیکھیئے: آپ ﷺ کے اعتکاف سے متعلق حدیث۔

③ صحیح مسلم: ۱۱۶۷، الصیام۔ صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۲۱، ج۳، ص۲۲۲۔ دیکھیئے: صحیح ابوداؤد: ۱۲۵۱، پردہ لٹکانے کی حکمت امام سندھی نے یہ بیان کی ہے کہ سامنے سے گزرنے والے کی نظر نہ پڑے، لیکن میں (علّامہ البانی) کہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے پردہ اس لیئے لٹکایا تھا تاکہ سامنے والا اعتکاف کرنے والے کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کرسکے، جیسا کہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ معمول ان جاہلوں کے طریقہ سے بالکل مختلف ہے کہ ایک شخص دس آدمیوں کی جگہ گھیر لیتا ہے، زیارت کرنے والوں کا مرکز بنا رہتا ہے اور اس کے پاس لوگ ادھر ادھر کی گفتگو میں مشغول رہتے ہیں، یہ اعتکاف کی ایک شکل ہے اور نبی ﷺ کا اعتکاف دوسری ہی شکل میں ہوتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھیں، وہ سب تھوڑی دیر میں اٹھ کر چلی گئیں اور میں کافی دیر تک آپ ﷺ سے باتیں کرتی رہی، جب میں نے واپس ہونے کے لئے اٹھنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جلدی نہ کرو میں تمہیں پہنچادوں گا، چنانچہ آپ ﷺ بھی میرے ساتھ اٹھے، تاکہ مجھے رخصت کریں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قیام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے گھر میں تھا، جب آپ ﷺ مسجد کے اس دروازے تک پہنچے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے قریب ہے تو دو انصاری صحابی ادھر سے گزرے، جب دونوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا تو وہاں سے تیزی سے گزرنا چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) ”آہستہ آہستہ (گھبراؤ نہیں) یہ صفیہ بنت حیی، (میری بیوی ہیں)، یہ سن کر ان دونوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! سبحان اللہ (آپ ﷺ کے بارے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا))أَوْ قَالَ:((شَيْئًا)) ①

”شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے خوف لاحق ہوا کہ شیطان کہیں تمہارے دلوں میں کوئی برا خیال نہ ڈال دے“۔

عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی یا تنہا اعتکاف کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ایک (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے حالتِ استحاضہ میں آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا، انہیں لال پیلا خون جاری رہتا تھا اور بسا اوقات جب نماز پڑھنے لگتیں تو ہم لوگ ان کے نیچے لگن رکھ دیتے۔ ②

---

① صحیح بخاری: ۳۲۸۱، بدء الخلق۔ صحیح مسلم: ۲۱۷۵، السلام۔ سنن ابوداؤد: ۲۴۷۰، الصیام۔ الفاظ سنن ابوداؤد کے ہیں۔

② صحیح بخاری: ۲۰۳۷، الاعتکاف، سنن سعید بن منصور (فتح الباری، ج:۴، ص:۲۸۱) دیکھیے: صحیح ابوداؤد: ۲۱۳۸۔ سنن دارمی میں آپ ﷺ کی اس بیوی کا نام زینب رضی اللہ عنہا مذکور ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اعتکاف کیا۔ (۱)

(۴) جماع اور ہمبستری سے اعتکاف باطل ہوجاتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرة:۱۸۷)

''اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اگر اعتکاف میں بیٹھا شخص اپنی بیوی سے ہمبستر ہوجائے تو اس کا اعتکاف باطل ہوجاتا ہے، اب اسے نئے سرے سے اعتکاف کی نیت کرنا چاہئے۔ (۲)

البتہ اس غلطی کا کوئی کفارہ نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں کوئی حکم وارد نہیں ہے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُکَ وَ أَتُوبُ إِلَيْکَ.

اس کتابچہ کا مراجعہ اس کی تنقیح اور نئے فوائد کا اضافہ مولف کے قلم سے بروز اتوار، ۲۶/رجب ۱۴۰۶ھ کو ہوا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

عمان۔ الاردن

بقلم۔ محمد ناصر الدین الالبانی

ابو عبدالرحمٰن

---

(۱) صحیح بخاری و صحیح مسلم، اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۳، ص ۹۳۔ مصنف عبدالرزاق: ج۴، ص ۳۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بفضلہٖ تعالیٰ اس مفید کتابچہ کا ترجمہ بروز سنیچر ۱۵ر شعبان ۱۴۲۹؁ھ کو مکمل ہوا، اور اس کی تبییض وصفائی کا کام بعد نمازِ عصر بروز پیر بتاریخ ۸ر رمضان المبارک ۱۴۲۹؁ھ کو پورا ہوا۔

مقصود الحسن فیضی

ابو کلیم

الغاط-سعودعرب

....

بحمد اللہ تعالیٰ آج بروز اتوار ۲۹ر جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۳۰؁ھ کو الدوادمی میں اس علمی ومفید کتابچہ کے ترجمہ کا مراجعہ ونظرثانی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

شبیر احمد نورانی

ابو عبد الرحمٰن (الدوادمی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسائلِ ثلاثہ کی اضافی معلومات

پہلا مسئلہ: کیا اعتکاف مساجدِ ثلاثہ کے ساتھ خاص ہے؟

اعتکاف کی مشروعیت اوراس کا مساجد کے ساتھ مشروط ہونا ایک ایسا مسلمہ مسئلہ ہے جو آئمہ دین کے نزدیک متفق علیہ چلا آ رہا ہے، بعض اہلِ علم نے عورتوں کو اس شرط سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، البتہ وہ مسجد کیسی ہو: عام مسجد ہو؟ جماعت والی مسجد ہو؟ یا جامع مسجد؟ یہ چیز اہلِ علم کے نزدیک مختلف فیہ رہی ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ ہر مسجد میں اعتکاف کو صحیح مانتے ہیں، جمہور علماء بھی اسی بات کے قائل ہیں، امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اعتکاف کے لئے ایسی مسجد کی شرط لگاتے ہیں جس میں با جماعت نماز کا اہتمام ہو۔ یہ دونوں مسلک تقریباً ایک ہی ہیں، امام زہری اور ایک قول کے مطابق امام شافعی اور امام مالک رحمہ اللہ اعتکاف کے لئے ایسی مسجد کی شرط لگاتے ہیں جس میں نمازِ باجماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز بھی ادا کی جاتی ہو۔

اس مسئلے میں بعض دیگر اقوال:

① حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ اعتکاف صرف انہیں مسجدوں کے ساتھ خاص ہے جن کے لئے رختِ سفر باندھنے کی اجازت ہے، یعنی مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ۔

② امام عطاء رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اعتکاف صرف مسجدِ نبوی اور مسجدِ حرام میں کیا جا سکتا ہے۔

③ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اعتکاف صرف مسجدِ نبوی یا کسی نبی کی مسجد میں ہوسکتا ہے۔ [1]

---

[1] ان اقوال کیلئے دیکھئے: فتح الباری، ج:۴، ص ۲۷۱-۲۷۲، الاستذکار: ج ۱۰ص ۲۷۵۔ مرعاۃ المفاتیح: ج ۷، ص ۱۶۵-۱۶۶۔ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ: ج ۵ص ۲۱۱-۲۱۲ اور فقہ الاعتکاف للشیخ خالد المشیقح ص ۱۱۲ تا ۱۲۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ملکوں میں عام طور پر علمائے اہل حدیث کا خیال ہے کہ ہر مسجد میں یا وہ مسجد جس میں جماعت کا اہتمام ہو اس میں اعتکاف کرنا جائز ہے، نہ اس مسجد کے لیئے جامع ہونے کی شرط ہے اور نہ ہی مساجدِ ثلاثہ کی قید ہے۔ چنانچہ علاّمہ شیخ الحدیث عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک راجح قول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے، جس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے۔ ①

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی جس حدیث کی شرح میں شیخ الحدیث رحمہ اللہ یہ رائے بیان کر رہے ہیں وہ یہ ہے:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اعتکاف کرنے والے کے لیئے سنّت یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کرے اور نہ جنازے میں شریک ہو، نہ بیوی سے جماع کرے اور نہ ہی شہوت سے اسے ہاتھ لگائے، نیز معتکف کو چاہیئے کہ مسجد سے باہر صرف اُسی غرض کے لیئے نکلے جس کے لیئے نکلنا ضروری ہو، اور بغیر روزہ کے اعتکاف نہیں ہے، اور اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں نمازِ جماعت کا اہتمام ہو''۔ ②

محدث عصر علاّمہ البانی رحمہ اللہ مرحوم کا خیال ہے کہ اعتکاف صرف تین مسجدوں ہی میں کرنا چاہیئے، جیسا کہ زیرِ ترجمہ کتابچہ اور آپ کی معروف تصنیف "**السلسلة الصحيحة**" سے واضح ہوتا ہے، البتہ علاّمہ مرحوم کی ان دونوں کتابوں میں کہیں بھی اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ ہندو پاک اور دنیا کے گوشے گوشے میں جو لوگ دیگر مسجدوں میں اعتکاف کرتے ہیں وہ بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں، اور نہ ہی علاّمہ مرحوم نے کبھی ایسا کیا ہے کہ جن لوگوں نے

① مرعاۃ المفاتیح: ج ۷، ص ۱۶۶۔

② سنن ابوداؤد: ۲۴۷۳، الصوم۔ السنن الکبری للبیہقی: ج ۴، ص ۳۱۷، دیکھئے صحیح سنن ابوداؤد: ج ۷، ص ۲۳۵، ۲۳۶۔ ارواء الغلیل: ج ۴، ۱۳۹، ۱۴۰، علاّمہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے اپنے ملکوں میں اعتکاف کیا ہے ان کے پاس جا کر ان سے زبردستی اعتکاف تڑوا کر انہیں گھر جانے پر مجبور کیا ہو، جیسا کہ ہمارے ہاں کے بعض حضرات کر رہے ہیں، اس لیئے ضروری ہے کہ چند باتیں اس موضوع کی وضاحت سے متعلق رکھی جائیں، جس کا مقصد صرف حق کی وضاحت ہے علاّمہ مرحوم کی تردید ہرگز مقصود نہیں۔

☆ علاّمہ مرحوم کے نزدیک اعتکاف کے مساجدِ ثلاثہ کے ساتھ خاص ہونے کی دلیل حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی درجِ ذیل حدیث ہے:

حضرت سفیان بن عیینہ جامع بن شداد سے اور وہ ابو وائل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: کچھ لوگ آپ کے اور حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے گھر کے درمیان (جو مسجدیں ہیں ان) میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہیں، آپ انہیں روکتے کیوں نہیں؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ”اعتکاف صرف تین مسجدوں میں بیٹھا جا سکتا ہے۔“

اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ممکن ہے تم بھول رہے ہو اور ان لوگوں نے یاد رکھا ہو، یا تم سے غلطی ہو رہی ہو اور یہ لوگ راہِ راست پر ہوں۔ [1]

یہ ہے وہ حدیث جس پر علاّمہ مرحوم نے اپنے استدلال کی بنیاد رکھی ہے، حالانکہ زیرِ غور مسئلہ پر یہ حدیث کئی اعتبار سے دلیل نہیں بن سکتی۔

① یہ حدیث معلول [2] اور ضعیف ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علمائے امت میں سے کسی نے بھی اسے قبول نہیں کیا، اس حدیث میں پائی جانے والی علمی وفنی کمزوریوں کی تفصیلات یوں ہیں: اس

[1] دیکھیئے: سلسلة الاحاديث الصحيحة، حدیث نمبر: ۲۷۸۶۔

[2] اہلِ علم کی اصطلاح میں معلول وہ حدیث ہوتی ہے جس کی سند میں بظاہر تو کوئی خرابی نہ ہو البتہ اس میں کوئی ایسا پوشیدہ عیب پایا جا رہا ہو جو اس کے قابلِ استدلال ہونے میں مانع ہو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو حضرت سفیان رحمہ اللہ سے ان کے سات شاگردوں نے روایت کیا ہے اور ان کی روایت میں شدید اختلافات ہیں، جن کی تفصیل اس طرح ہے:

❀ اس حدیث کو حضرت سفیان رحمہ اللہ سے جب حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں تو ان الفاظ میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

((لَا إِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) أَوْ قَالَ: ((مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ)) ①

''اعتکاف صرف تین مسجدوں میں ہے یا اعتکاف صرف نماز باجماعت والی مسجد میں ہے''۔

یعنی راوی کو شک ہے کہ حدیث کے الفاظ: ((لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) ہیں یا ((لَا إِعْتِكَافَ إِلَّا فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ)) ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ فن حدیث کے امام اور ثقہ وحجّت راوی ہیں۔

❀ جب اسی حدیث کو حضرت سفیان رحمہ اللہ کے شاگرد محمد بن الفرج رحمہ اللہ اور ہشام بن عمار رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں تو ان الفاظ میں مرفوعا روایت کرتے ہیں:

((لَا إِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) ②

''اعتکاف صرف تین مسجدوں میں ہے''۔

یہ دونوں راوی بھی ثقہ ہیں لیکن قوتِ ضبط میں حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ سے کم درجے کے ہیں، خاص کر ہشام بن عمار پر تو حفظ و یادداشت کے حوالے سے شدید اعتراضات ہیں۔

---

① المحلّٰی: ج۵، ص۱۴۰۔
② معجم الاسماعیلی (الصحیحۃ: ۲۷۸۶ للالبانی)، شرح معانی الآثار: ج۷، ص۲۰۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❀ جب اسی حدیث کو حضرت سفیان رحمہ اللہ کے شاگرد محمد بن آدم المروزی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں تو وہ بھی مرفوعاً روایت کرتے ہیں، البتہ ان کے الفاظ اس طرح ہیں:

((لَااِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ)) اَوْقَالَ: ((إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) ①

یعنی راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ((اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ)) کا نام لیا یا ((اَلْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) کا نام لیا۔

واضح رہے کہ محمود بن آدم بھی ثقہ راوی اور امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہیں، علّامہ مرحوم نے ان کی توثیق اور ان کے قابلِ حجت ہونے پر الصحیحہ میں ایک لمبی بحث کی ہے۔ ②

یہ رہا حضرت سفیان رحمہ اللہ کے ان چار شاگردوں کی روایات کا حال جو اس حدیث کو مرفوعاً روایت کرتے ہیں، تاوقتِ تحریر ان میں سے کس راوی کی روایت کو دوسرے پر ترجیح دی جائے یہ بات راقم سطور کے نزدیک واضح نہیں ہوئی، اور نہ کبار محدثین میں سے کسی محدث کا قول میرے سامنے ہے کہ اس پر غور کیا جا سکے، لیکن اس بات سے اختلاف کی گنجائش نہیں کہ حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ باقی تینوں راویوں کے مقابلہ میں زیادہ قابلِ اعتبار راوی ہیں۔ واللہ اعلم۔

اسی حدیث کو جب حضرت سفیان رحمہ اللہ کے شاگرد حضرت عبدالرزاق بن ہمام، حضرت سعید بن عبدالرحمٰن اور محمد بن ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں تو مرفوع کے بجائے موقوفاً روایت کرتے ہیں، چنانچہ حضرت الامام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی روایت کے الفاظ ہیں ((لَااِعْتِكَافَ إِلَّافِيْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ))۔ ③

① السنن الکبریٰ للبیھقی: ج۴، ص۳۱۶۔
② الصحیحہ: ج۶، ص۶۷۱، ۶۷۳ للالبانی۔
③ مصنف عبدالرزاق: ج۴، ص۳۴۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اعتکاف صرف انہی تین مسجدوں میں ہے''۔

اور سعید بن عبدالرحمٰن و محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہما کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

((لَا إِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ))

اَوْ قَالَ: ((إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) (1)

''اعتکاف نہیں ہے مگر مسجد حرام میں یا مخصوص تین مسجدوں میں''

نیز امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے۔ (2)

اسی طرح اس حدیث کو حضرت سفیان رحمہ اللہ سے امام عبد الرزاق اور امام ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے اپنے استاذ وکیع رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک اور سند سے روایت کرتے ہیں اور وہ روایت بھی موقوف ہی ہے۔ (3)

واضح رہے کہ یہ تمام راوی بھی ثقہ ہیں بلکہ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ تو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں۔

اب ہر شخص اس بات پر غور کرسکتا ہے کہ اولاً تو اس حدیث کے مرفوع و موقوف ہونے میں شدید اختلاف ہے، ثانیاً اس کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ (4) یہ سارے اختلاف واضح

---

(1) اخبار مکہ للفاکہی: ج ۲، ص ۱۴۹۔

(2) مصنف ابن ابی شیبہ۔

(3) مصنف عبدالرزاق: ج ۴، ص ۳۴۷، نیز دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۳، ص ۹۱۔

(4) بہت ممکن ہے کہ یہ اختلافات امام سفیان رحمہ اللہ کے بعض اساتذہ کی طرف سے ہوں، کیونکہ امام سفیان رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مدلس راوی ہیں، البتہ یہ بات ضروری ہے کہ علماءِ حدیث کا کہنا ہے کہ وہ صرف ثقہ راوی ہی سے تدلیس کرتے ہیں لیکن یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ علمائے حدیث کا یہ حکم عمومی اعتبار سے ہے کلی اعتبار سے نہیں ہے، کیونکہ تلاش کے بعد بعض ایسے راوی بھی ملے ہیں جن سے امام سفیان تدلیس کرتے ہیں اور وہ خود بھی مدلس اور ضعیف ہیں جیسا کہ ان میں سے بعض کا نام حافظ زبیر علی زئی نے اپنے مقالہ میں تذکرہ کیا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ واللہ اعلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت ہی مشکوک ہے جس کو بنیاد بنا کر قرآن کے عموم کو مخصوص نہیں کیا جاسکتا۔

اور اگر مزید تحقیق میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس حدیث کے موقوف ہونے کی تائید دوسرے اور طریقوں سے بھی ہوتی ہے جنہیں **المعجم الکبیر الطبرانی** میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ①

شاید یہی وجہ ہے کہ بہت سے کبار محدثین اس حدیث کو بطورِ موقوف ہی نقل کرتے چلے آ رہے ہیں، اور اس کے مرفوع ہونے کی طرف اشارہ بھی نہیں کرتے، جیسے شارحین صحیح البخاری ابن بطال، حافظ ابن حجر، حافظ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہم، نیز حافظ ابن عبد البر اور ابن الملقن رحمہما اللہ وغیرہ۔ ②

ان محققین کا اس حدیث کو مرفوع نہ نقل کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث مرفوعاً ثابت نہیں ہے، کسی ایک محدث کا غفلت کر جانا تو فطری بات ہے، بیک وقت سب کا چوک جانا ناقابل فہم بات ہے۔

② حدیث کے متن پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فوراً ہی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی تردید ان الفاظ میں کر دی تھی ''یا تو آپ سے بھول ہو رہی ہے، یا پھر آپ مسئلہ کو سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں''، مزید یہ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی بات کا کوئی جواب نہیں دیتے، حالانکہ میری نظر میں یہ بعید ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے فرمانِ نبوی ہونے پر یقین رکھتے ہوں، اسے اپنے معنیٰ و مفہوم میں صریح بھی سمجھتے ہوں، اس کے باوجود وہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی اس تردید کا کوئی جواب نہ دیں اور خاموش

① معجم الطبرانی الکبیر: ج۹، ص۳۴۹-۳۵۰۔
② شرح صحیح البخاری: ج۴، ص۱۶۱۔ فتح الباری: ج۲ ۳۷۲۔ عمدۃ القاری: ج۱۱، ص۱۴۱۔ التمہید: ج۸، ص۳۲۵۔ الاعلام: ج۵، ص۴۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں، نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اپنے موقف کی تائید ان الفاظ میں کر دیتے ہیں:

((أَمَّا اَنَا قَدْ عَلِمْتُ أَنْ لَّا اِعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ)) ①

''البتہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ اعتکاف اسی مسجد میں کیا جا سکتا ہے جس میں نمازِ باجماعت کا اہتمام ہو''۔

③ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی زیرِ بحث حدیث ایک ایسی حدیث ہے جس کے مطابق کسی امام یا عالم کا فتویٰ نہ کبھی رہا ہے اور نہ ہی کسی امام نے اسے قبول کیا ہے، بلکہ تمام امت کے اہلِ علم کا اجماع اس کے خلاف ہے۔ اور جن دو بزرگوں کا نام اُن کی تائید میں نقل کیا جاتا ہے وہ بھی محلِ نظر ہے کیونکہ حضرت سعید بن المسیّب رحمہ اللہ کا قول اپنے مفہوم میں واضح نہیں ہے کیونکہ اس کے الفاظ ہی مختلف نقل کئے گئے ہیں، کہیں (مَسْجِدِ النَّبِوِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ہے اور کہیں ((مَسْجِدُ نَبِيٍّ)) کا لفظ ہے، ② اور ظاہر ہے کہ دونوں الفاظ کے مفہوم مختلف ہیں اور دونوں کی سند بھی صحیح ہے، اب اگر عام کو خاص پر محمول کیا جائے تو اس سے ((مَسَاجِدِ ثَلَاثَة'' میں اعتکاف کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ صرف ''مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں اعتکاف کا ثبوت ملتا ہے جو کہ علّامہ مرحوم کے موقف کے خلاف ہے، واضح رہے کہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیّب رحمہ اللہ کا یہی قول نقل کیا ہے یعنی اعتکاف صرف مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو سکتا ہے۔ ③

جہاں تک حضرت عطاء رحمہ اللہ کے قول کا تعلق ہے تو وہ بھی ''مساجد ثلاثہ'' کے ساتھ اعتکاف کو خاص نہیں بلکہ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کو خاص مانتے ہیں۔ ④

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ذمہ داری کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُن دونوں بزرگوں نے

① معجم الطبرانی الکبیر: ج۹، ص۳۴۹۔
② مصنف عبدالرزاق: ج۴، ص۳۴۶۔ المحلّٰی: ج۵، ص۱۹۴۔
③ فتح الباری: ج۴، ص۲۷۲۔
④ مصنف عبدالرزاق: ج۴، ص۳۴۹۔ فتح الباری: ج۴، ص۲۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے مطابق فتوی دیا ہے، نیز یہ بھی کہیں اشارہ نہیں ملتا کہ اُن بزرگوں نے اپنے قول کی بنیاد اسی حدیث پر رکھی ہے۔ واللہ اعلم۔

اس کے برعکس متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول بسندِ صحیح ثابت ہے کہ ہر وہ مسجد جس میں نمازِ باجماعت کا اہتمام ہو اس میں اعتکاف کیا جاسکتا ہے، چنانچہ مشہور عالمِ حدیث شیخ سلیمان بن ناصر العلوان حفظہ اللہ اپنے ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بسندِ صحیح ثابت ہے کہ ہر اُس مسجد میں اعتکاف صحیح ہے جس میں نمازِ باجماعت کا اہتمام ہوتا ہو اور کسی بھی صحابی سے ان حضرات کی مخالفت ثابت نہیں ہے۔ (۱)

④ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعتکاف کے لئے مسجد کی شرط کو روزہ کے احکام کے ضمن میں بیان کیا ہے، یعنی اس سے پوری امت کو خطاب فرمایا ہے اور مسجدوں کے لئے جمعِ کثرت اور جمع منتہی الجموع کا صیغہ استعمال کیا ہے اور بہت سے آئمہ لغت کے نزدیک جمع کثرت اور جمع الجمع کا اطلاق دس اور اس سے زیادہ کی تعداد پر ہوتا ہے، اب اگر اعتکاف کو صرف مذکورہ تین مسجدوں کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امت کی بڑی تعداد اس حکم پر عمل کرنے سے محروم رہے گی، کیونکہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے باہر ہی رہتی ہے۔

⑤ اعتکاف ایک ایسا مسئلہ ہے جو امت کو ہر وقت یا کم از کم ہر رمضان میں درپیش ہوتا ہے، اب اس سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی حدیث ہو اور اُس کے الفاظ وسند میں بھی اس قدر شدید اختلاف ہو، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول وعمل اس کے خلاف ہو، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جیسا علم کا سمندر صحابی اس کی حقیقت کی تردید کرے، نیز حدیث کی مشہور ومتداول

(۱) شیخ العلوان کا یہ فتوی www.almoslim.net پر دیکھا جاسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ حدیث نہ پائی جائے اور آج چودہ سو سال سے زائد عرصہ تک میں پیدا ہونے والا کوئی امامِ ربانی اس کے مطابق فتوی نہ دے وغیرہ وغیرہ، یہ تمام ایسی باتیں ہیں جو اِس حدیث سے استدلال میں مانع اور سلف کے پیرو کاروں کو شک میں ڈال دینے والی ہیں۔

⑥ اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح و مستحکم بھی مان لیا جائے جیسا کہ علامہ مرحوم کا خیال ہے تو اس کا معنیٰ صرف یہ ہوگا کہ کامل اور افضل اعتکاف صرف اُنہی مسجدوں میں ہوسکتا ہے، جیسا کہ یہ اسلوب ہر زبان میں پایا جاتا ہے کہ کسی چیز کی نفی سے مراد بسا اوقات نفی کمال یا نفی وجودِ کمال ہوتا ہے، بعض دیگر حدیثوں میں بھی یہ اسلوب استعمال ہوا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ)) [1]

”جو امانت کی ادئیگی کا پابند نہ ہو وہ مومن نہیں ہے اور جو عہد کا پاس و لحاظ نہ کرے وہ دیندار نہیں ہے“۔

اور شاید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اپنے قول (لَعَلَّكَ نَسِيتَ وَحَفِظُوا وَأَخْطَأْتَ وَأَصَابُوا) سے یہی مراد لیا ہے کہ: ”ممکن ہے تم بھول گئے اور ان لوگوں نے یاد رکھا ہو اور تم نے سمجھنے میں غلطی کی ہو اور ان لوگوں نے صحیح سمجھا ہو“، جیسا کہ علاّمہ مرحوم نے خود اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ [2]

❀❀ ہر طالب علم کے سامنے یہ حقیقت رہنی چاہیئے کہ علاّمہ مرحوم کے علاوہ کوئی بھی عالم نظر نہیں آتا جس نے اس حدیث کو صحیح یا حسن کہا ہو، صرف امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”سیر اعلام النبلاء“ میں اس حدیث کو بطورِ سند صحیح کہا ہے اور ساتھ ہی اس حدیث کے متن کو غریب

---

[1] مسند احمد: ج ۳، ص ۱۳۵۔ صحیح ابن حبان (الموارد: ۴۷، ص ۴۱) بروایت انس۔

[2] الصحیحہ: ج ۶، ص ۶۶۷ اور حدیث صحیح ہے۔ صحیح الجامع۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے (سیر اعلام النبلاء: ۱۵/۸۰) اس کے برعکس کبار محدثین جیسے حافظ ابن حجر، حافظ ابن عبدالبر اور ابن الملقن وغیرہم رحمہم اللہ کا اسے صرف موقوفاً نقل کرنا اِس بات کی واضح دلیل ہے یہ حدیث علمائے حدیث وفقہاء کے نزدیک مرفوعاً ضعیف ہے، معاصرین میں سے حدیث سے دلچسپی رکھنے والے متعدد اہلِ علم نے اِس حدیث کو ضعیف ومعلول قرار دیا ہے، جیسے فضیلۃ الشیخ سلیمان بن ناصر العلوان حفظہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ، اور حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ وغیرہم۔

بعض احباب کے مشورہ سے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی کا فتوی بھی شاملِ رسالہ کردیا جارہا ہے، البتہ حافظ زبیر علی زئی کا مقالہ مجلّہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور، جلد: ۵۲، شمارہ: ۴۹، ۱۴۲۱ھ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

یا مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر مطالعہ کیجئے:

www.islamdawah.com/urdu

اگر غور کیا جائے تو حضرت سعید بن المسیّب رحمہ اللہ کا اعتکاف کو مسجدِ نبوی ﷺ کے ساتھ خاص ماننا اور حضرت عطاء رحمہ اللہ کا مسجدِ نبوی ﷺ اور مسجدِ حرام کے ساتھ خاص ماننے کی اس کے علاوہ کوئی اور توجیہ نہیں کی جاسکتی۔ دو انتہائی آراء قائم کرنے کی بجائے اس طرح جمع وموافقت اور اجماعِ امت کی راہ نکالی جاسکتی ہے، واللہ اعلم۔

حدیثِ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی صحت کی صورت میں یہی توجیہ میرے نزدیک اس لئے بھی متعین ہے کہ اس طرح اس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا ورنہ دونوں حدیثیں آپس میں متعارض ہونگی کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لیئے ایسی مسجد کا ہونا کافی ہے جس میں نمازِ باجماعت کا اہتمام ہوتا ہو۔ واللہ اعلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ چند کلمات مکانِ اعتکاف سے متعلق تھے جنہیں ناظرین کے سامنے دلیل و تفصیل کے ساتھ اس لیئے رکھا گیا کہ نفس مسئلہ کی وضاحت ہو جائے اور علامہ مرحوم کے مخالف قول کی قوت سامنے آجائے۔[1] وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ .

[1] اور علاّمہ کی متعصب عقیدت مندوں کو اس بات کا علم بھی ہو جائے کہ علمی اختلاف کے باوجود عملاً وہ معتکفین کو مسجدوں سے نکال کر گھروں کو نہیں بھیجا کرتے تھے۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً. (ابوعدنان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو اہم فتوے

علاّمہ قصیم فقیہہِ عصر فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

کا فتویٰ

علاّمہ مرحوم ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

جواب: مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجدِ اقصیٰ کے علاوہ دیگر مسجدوں میں بھی اعتکاف اپنے وقت میں صحیح ہے، اعتکاف صرف اِنہی تین مسجدوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اِن تین مسجدوں اور ان کے علاوہ دیگر مسجدوں میں بھی اعتکاف ہوسکتا ہے، امام احمد، امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے تمام متبعین آئمہ کا یہی مسلک رہا ہے، جس کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾(البقرة:١٨٧)

''اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہوتو ان سے مباشرت نہ کرو''۔

اس آیت میں لفظِ مسجد عام اور روئے زمین کی تمام مسجدوں کے لیئے ہے، نیز آیت کا یہ حصہ روزہ سے متعلقہ اُن آیتوں کے آخر میں وارد ہے جن میں روزہ کے وہ احکام بیان ہوئے ہیں جو تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے لیئے یکساں ہیں، اِس اصول کی بنا پر اِس جملہ کے مخاطب وہ تمام لوگ ہیں جو روزہ کے حکم کے مخاطب ہیں، اس لیئے یہ تمام احکام جو سیاق وخطاب میں ایک جیسے ہی ہیں اِس فرمانِ الٰہی پر ختم ہوتے ہیں:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾(البقرة:١٨٧)

''یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے (سمجھانے کے) لیئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں''۔

اور یہ چیز بہت بعید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پوری امت کو ایسے اسلوب سے خطاب کرے جو امت کے چند افراد پر لاگو ہوتا ہو، اور جہاں تک حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ((لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) کا تعلق ہے، بشرطیکہ یہ حدیث اگر اس کے دلیل بننے میں رکاوٹ بننے والے امور سے بچی بھی رہے تو اس سے مراد نفی کمال ہے، اس معنیٰ میں کہ اعتکاف کامل وہی ہے جو اِن تین مسجدوں میں سے کسی ایک مسجد میں کیا جائے، کیونکہ ان کی فضیلت وشرف بہت زیادہ ہے، (قرآن وحدیث میں) اس قسم کی عبارات اکثر پائی جاتی ہیں کہ نفی سے مراد نفی کمال ہے، صحت کی نفی مراد نہیں، جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ)) [1]

''کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہے''۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ''نفی'' سے مراد دراصل حقیقتِ شرعیہ اور حسیہ کی نفی ہوتی ہے ،لیکن اگر کوئی ایسی دلیل موجود ہو جو حقیقی معنیٰ لینے میں رکاوٹ بنے تو 'نفی کمال' ہی مراد لینا متعین ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا معاملہ ہے، یہ اس صورت میں ہے کہ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ دلیل میں رکاوٹ بننے والے امور (جیسے ضعف، موقوف یا منسوخ وغیرہ ہونے) سے بچی ہو۔ [2]

واللہ اعلم

بقلم الفقیر إلی اللہ
محمد الصالح العثیمین

۱۴۰۹/۹/۱۱ھ

[1] صحیح مسلم: ۵۶۰، المساجد۔ [2] مجموع فتاویٰ ورسائل الشیخ: ج ۲۰، ص ۱۶۱-۱۶۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کا فتویٰ

الجواب بعون الوہاب: سوال میں مذکور روایت سنن کبریٰ بیہقی: ۲۱۶/۴ میں بایں الفاظ ہے:

((لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ)) أَوْ قَالَ: ((فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) یعنی ''اعتکاف صرف مسجد الحرام میں ہے''۔ یا یوں فرمایا: ''صرف تین مسجدوں میں ہے''۔

اور منتقیٰ الاخبار میں بحوالہ سنن سعید بن منصور روایت کے الفاظ یوں ہیں:

((لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) أَوْ قَالَ ((فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ))

''اعتکاف صرف تین مسجدوں میں ہے''۔ یا فرمایا: ''اعتکاف اُس مسجد میں ہے جہاں نمازِ جماعت کا اہتمام ہو''۔

امام شوکانی نیل الأوطار (۲۸۴/۴) میں فرماتے ہیں: لیکن ابن ابی شیبہ نے روایتِ ہذا کا مرفوع حصہ بیان نہیں کیا، صرف حذیفہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی گفتگو پر اکتفا کیا ہے، اس کے الفاظ یوں ہیں:

(إِنَّ حُذَيْفَةَ جَآءَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: أَلَا أُعْجِبُكَ مِنْ قَوْمٍ عُكُوفٍ بَيْنَ دَارِكَ وَدَارِ الْأَشْعَرِيِّ يَعْنِي الْمَسْجِدَ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَلَعَلَّهُمْ أَصَابُوْا وَأَخْطَأْتَ)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا کیا میں تجھے تعجب والی بات نہ بتاؤں، کچھ لوگ تیرے اور اشعری کے گھر کے درمیان یعنی مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہیں۔ جواباً حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ممکن ہے ان کا فعل درست ہو (اور روکنے میں) تجھ سے غلطی سرزد ہوئی ہو''۔

پھر علّامہ شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

(فهذا يدل على أنه لم يستدل على ذلك بحديث عن النبى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ وعلى أن عبد الله يخالفه ويجوز الاعتكاف فى كل مسجد ولو كان ثم حديث عن النبى ﷺ ما خالفه و ايضا الشك الواقع فى الحديث مما يضعف الاحتجاج أحد شقيه)

''اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا استدلال حدیثِ رسول ﷺ پر مبنی نہیں تھا اوراس بنا پر بھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کی مخالفت کررہے ہیں، اور ہر مسجد میں اعتکاف کے جواز کے قائل ہیں اور اگر کوئی مرفوع حدیث نبی رضی اللہ عنہ سے موجود ہوتی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مخالفت نہ کرتے ، اوراسی طرح حدیث میں واقع شک بھی ایک طرف استدلال کو کمزور کرتا ہے''۔

نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے عظیم محدث نے فتح الباری (۲۷۲/۴) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اعتکاف تین مساجد سے مخصوص ہے لیکن بطورِ استدلال یہ روایت نقل نہیں کی، حالانکہ مقام کا تقاضا تھا کہ اس کو بیان کیا جاتا،ایسے موقعہ پر مستدل کی موجودگی کے باوجود ذکر نہ کرنا محدثین کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا بالخصوص جب کہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہو:

باب الاعتكاف فى العشر الاوخر، والاعتكاف فى المساجد كلها بقوله تعالى: ﴿وَلَاتُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ (البقرۃ:۱۸۷)

یہ امر تو مزید اہتمام کا متقاضی تھا کہ روایتِ ہذا کو مقامِ بحث میں ذکر کیا جاتا ((اذ ليس فليس))

بناء بریں اس روایت سے قرآن کے عموم ﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ کی تخصیص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ماخوذ از: ہفت روزہ الاعتصام، لاہور / شمارہ ۱۲، مارچ ۱۹۹۳ء، صفحہ نمبر: ۷، ۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مسئلہ: دعائے قنوت وتر رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد؟

علاّمہ مرحوم رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ وتر میں دعائے قنوت رکوع سے قبل ہی متعین ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ بھی علماء کے نزدیک مختلف فیہ چلا آرہا ہے، اس سلسلے میں صحیح تر رائے یہ ہے کہ دونوں صورتوں کو جائز سمجھا جائے اور فرق صرف افضلیت وغیر افضلیت کا رکھا جائے، اس کے برعکس اگر رکوع کے بعد قنوتِ وتر کو بدعت قرار دیا جائے اور جن مسجدوں میں عرصہ سے قنوتِ وتر رکوع کے بعد پڑھا جاتا تھا اسے زبردستی بند کروادیا جائے تو یہ بات اہلِ علم وتحقیق اور اختلافی مسائل پر انصاف پسند نظر رکھنے والے علماء کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہے، کیونکہ عام نمازوں میں قنوت جسے قنوتِ نازلہ کہا جاتا ہے، رکوع کے بعد بکثرت احادیث سے ثابت ہے اور چونکہ قنوتِ وتر اور قنوتِ نازلہ دعا ہونے اور نماز کے اندر ہونے میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں، لہٰذا علماء نے قنوتِ وتر کو قنوتِ نازلہ پر قیاس کیا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب صحیح البخاری میں باب منعقد کرتے ہیں:

(باب القنوت قبل الركوع وبعده)(صحیح البخاری، کتاب الوتر، باب:۷)

"باب اس بیان میں کہ قنوت ہے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح۔"

پھر اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے قنوتِ نازلہ سے متعلق چار حدیثیں نقل فرمائی ہیں، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے قنوتِ وتر کو قنوتِ نازلہ پر قیاس کیا ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دوسرے کبار آئمہ نے بھی قنوتِ وتر کو قنوتِ نازلہ پر قیاس کیا ہے، خود علاّمہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں ان آئمہ کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔ [1]

اس کے علاوہ عہدِ فاروقی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل سے بھی وتر میں دعائے قنوت رکوع کے بعد ثابت ہے، (چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبد القاری رحمہ اللہ جو عہدِ فاروقی میں

[1] ارواء الغلیل: ج ۲ ۱۶۳-۱۶۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن الارقم کے ساتھ بیت المال کے نگراں تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رمضان کی ایک شب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ باہر نکلے، مسجد کے پاس سے گزر ہوا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں، کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہے اور کسی کے ساتھ ایک جماعت نماز پڑھ رہی ہے، یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو اگر ایک ہی امام کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو بہتر ہوگا، پھر انہوں نے اس کا فیصلہ کر لیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا کہ لوگوں کو باجماعت تراویح پڑھائیں، پھر کچھ دنوں کے بعد ایک بار پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر ان لوگوں پر ہوا اور دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے ایک ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا: یہ کتنی اچھی بدعت ہے، اور یہ لوگ جس وقت سوئے رہتے ہیں یعنی رات کا آخری حصہ وہ اس وقت سے بہتر ہے جس میں یہ نماز پڑھ رہے ہیں، اور لوگ نصف رمضان کے بعد ان الفاظ میں کافروں پر لعنت بھیجتے تھے، ان کی دعا یہ تھی:

((اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِوَعْدِكَ وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَأَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَأَلْقِ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ إِلٰهَ الْحَقِّ))

امام نبی ﷺ پر درود بھیجتا اور حسبِ استطاعت لعنت بھیج کر، نبی ﷺ پر درود پڑھ کر اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے استغفار سے فارغ ہوتا تو آخر میں یہ دعا پڑھتا:

((اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ رَبَّنَا وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ اِنَّ عَذَابَكَ لِمَنْ عَادَيْتَ مُلْحِقٌ))

اس کے بعد امام اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ کر سجدے میں چلا جاتا۔ (١)

(١) صحیح ابن خزیمہ: ج ۲، ص ۱۵۵-۱۵۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہدِ فاروقی کا یہ واقعہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امام لوگوں کو وتر میں دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھاتا تھا اور تمام صحابہ وتابعین ان کی اتباع کیا کرتے تھے۔

اس لئے صحیح مسلک یہی ہے کہ وتر میں قنوت رکوع سے قبل وبعد دونوں طرح جائز اور صحابہ کے عمل سے ثابت ہے، چنانچہ اس سلسلے میں تشدد برتنا، جو لوگ قنوتِ وتر رکوع کے بعد پڑھتے ہیں، انہیں منع کرنا اور جن مسجدوں میں قنوتِ وتر رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے ان کیلئے فتنہ کھڑا کرنا اور قوت و طاقت کے زور پر انہیں مجبور کرنا کسی عالم کا کام نہیں ہوسکتا، جذباتی، کم تجربہ کار حضرات جو ہر نئی آواز کے پیچھے بے سوچے سمجھے ہولیتے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ اس قسم کا کوئی قدم اٹھانے سے قبل معتبر، قابلِ اعتماد اور تجربہ کار اہلِ علم کی طرف رجوع کرلیا کریں، تاکہ علماء کا مقام بھی باقی رہے اور ان کی اڑان بھی صحیح سمت رہے، یہی بات میں نے ستائیس رمضان ۱۴۲۷ھ کی شب جامع مسجد مومن پورہ ممبئی میں مسجد کے بعض ذمہ داروں کے سامنے رکھی تھی کیونکہ اُس مسجد میں ایک عرصہ سے وتر میں دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھی جاتی تھی، یہ وہی مسجد ہے جس کی امامت اس سے قبل مولانا داؤد راز اور مولانا مختار احمد ندوی رحمہما اللہ اور قاری نجم الحسن فیضی حفظہ اللہ جیسے اہلِ علم کرا چکے ہیں اور ہندوستان کے گوشے گوشے سے اہلِ علم یہاں آتے رہے ہیں، لیکن ایک جذباتی، کم تجربہ اور نو فارغ نوجوان مولوی نے اس طریقِ کار کو بدعت کہتے ہوئے بدل کر رکوع سے پہلے دعا کروانا شروع کردیا تھا، اتفاق سے اس مجلس میں میرے بڑے بھائی قاری نجم الحسن اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری حفظہما اللہ فرزندِ ارجمند شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ بھی موجود تھے، سلسلۂ گفتگو میں مولانا عبدالرحمٰن حفظہ اللہ نے فرمایا کہ والد مرحوم نے مرعاۃ میں رکوع سے قبل دعائے قنوت کو افضل قرار دیا ہے لیکن خود آخری عمر تک ان کا معمول یہی رہا ہے کہ وہ دعائے قنوت رکوع کے بعد ہی پڑھتے رہے ہیں، اُس وقت ہم نے برجستہ کہا تھا:

"یہ ہے علم جو بول رہا ہے"۔

خلاصہ یہ کہ دعائے قنوتِ وتر رکوع سے پہلے بھی جائز ہے اور رکوع کے بعد بھی بلاشبہ مشروع اور جائز ہے، اس سے انکار اور اس کے عدمِ جواز کی کوئی وجۂ جواز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مسئلہ

قنوتِ وتر میں ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ)) کی بجائے (اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا) کا استعمال کرنا

وتر سے متعلق ہمارے یہاں ایک مسئلہ یہ چھڑتا ہے کہ امام اگر دعائے قنوت پڑھ رہا ہے تو وہ ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِي وَعَافِنِي وَتَوَلَّنِي)) ہی پڑھے گا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، یا جماعت کی مناسبت سے جمع متکلم کی ضمیر ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنَاوَعَافِنَاوَتَوَلَّنَا)) استعمال کرے گا؟

بعض لوگ جو دعائے ماثورہ میں تبدیلی کے قائل نہیں ہیں وہ امام کے لئے ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِي)) کہنا ہی ضروری سمجھتے ہیں، بلکہ بعض لوگ تو اس قدر تشدّد برتتے ہیں کہ جمع متکلم کی ضمیر استعمال کرنے کو بدعت قرار دیتے ہیں، چنانچہ ابھی ابھی جس جامع مسجد کا ذکر گزرا ہے اس میں ایک مدت سے امام قنوت میں (اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا) یعنی جمع متکلم کی ضمیر استعمال کرتا تھا، لیکن بعض حضرات نے اس میں تبدیلی کرکے ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِي)) کردیا، اس مسئلے پر کئی اعتبار سے گفتگو کی جاسکتی ہے لیکن چونکہ یہ صفحات تفصیل کے متحمل نہیں ہیں لہٰذا صرف دو باتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے:

اول: قطع نظر اس سے کہ دعائے ماثورہ میں تبدیلی مطلقاً ناجائز ہے یا اس میں کچھ تفصیل ہے، وقت اور جگہ کی مناسبت سے دعا میں واحد کی جگہ جمع متکلم کی ضمیر استعمال کرنا کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہے جس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِي)) کی جگہ امام اگر جماعت کی مناسبت سے (اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا) کہہ دیتا ہے تو وہ دعائے ماثورہ میں تبدیلی کا مرتکب ہورہا ہے، جیسا کہ ہر صاحب بصیرت سمجھ سکتا ہے، چنانچہ حافظ عبداللہ صاحب محدّث روپڑی رحمہ اللہ نے ایک طویل فتوے میں اس کی وضاحت کردی ہے۔[1] کیونکہ اس تبدیلی میں نہ تو تقدیم وتاخیر ہے نہ کمی وزیادتی اور نہ ہی اس سے معنی ومفہوم میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

---

[1] فتاویٰ اہل حدیث: ج۲،ص۶۳۳-۶۳۴۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوم: عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی سے سلف کا یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ جب جماعت کے ساتھ دعائے قنوت پڑھتے تھے تو جمع کی ضمیر استعمال کرتے تھے، تاوقتِ تحریر دعائے قنوت ((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ)) سے متعلق کوئی صحیح اثر مجھے نہیں مل سکا، اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی جس روایت میں (اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا) کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے، جس کی وضاحت شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہ اللہ نے مرعاۃ المفاتیح میں کردی ہے، تاہم علاّمہ حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے اسے قوی تسلیم کیا ہے۔ (۱) البتہ اس کے علاوہ دیگر دعائیں جو قنوت سے متعلق وارد ہیں وہ تمام جمع کے صیغے کے ساتھ ہیں، عہدِ فاروقی سے متعلق ابھی ابھی دوسرے مسئلے میں جو روایت نقل کی گئی اُس میں بھی جو دعا مذکور ہے، وہاں بھی جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں، اِسی طرح حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر تابعین وغیرہ سے جو قنوت کتبِ حدیث میں مروی ہے اس میں بھی جمع کا ہی صیغہ استعمال ہوا ہے۔ (۲)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی ایک سوال کے جواب میں ضمناً یہ لکھا ہے کہ اگر مقتدی کسی دعا پر آمین بول رہے ہیں تو امام جمع کی ضمیر استعمال کرے گا۔ (۳) امام عبدالرزاق بن ہمام اور امام بغوی رحمہما اللہ نے بھی اس کی صراحت کی ہے، چنانچہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ اپنی تالیف میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک قنوت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

(ولو كنت اماما قلت هذا القول ثم قلت: اللهم اهدنا فيمن هديت) (۴)

---

(۱) مرعاۃ المفاتیح: ج ۳، ص ۵۱۶، فتاویٰ اہل حدیث: ج ۳، ص ۶۳۴۔

(۲) دیکھیے: مصنف عبدالرزاق: ج ۳، ص ۱۰۵۔ مختصر قیام اللیل: ۲۲۲-۲۲۳۔ السنن الکبری للبیهقی: ج ۲، ص ۲۱۰-۲۱۱۔

(۳) مجموع الفتاویٰ: ج ۲۳، ص ۱۱۸۔

(۴) مصنف عبدالرزاق: ج ۳، ص ۱۱۱، بعد الروایہ رقم: ۴۹۶۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر میں امام ہوتا تو اس دعا کو پڑھتا اور جب یہ دعا پڑھ کر فارغ ہوتا تو یہ دعا بھی پڑھتا:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ))

امام محی السنہ بغوی رحمہ اللہ اپنی کتاب شرح السنہ میں ایک باب باندھتے ہیں: "الدعاء فی القنوت" اس باب کے تحت سب سے پہلے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وہی مشہور حدیث نقل کرتے ہیں جس میں دعائے قنوت کا ذکر ہے: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ...... الخ))، پھر اس حدیث پر کچھ گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر دعائے قنوت پڑھنے والا شخص امام ہو تو جمع کی ضمیر استعمال کرے گا اور کہے گا (اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا ...، وَعَافِنَا ... وَتَوَلَّنَا .. وَبَارِكْ لَنَا ... وَقِنَا) اور واحد کی ضمیر استعمال کر کے صرف اپنے لیئے ہی دعا نہ کرے گا، پھر اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''اگر کوئی شخص لوگوں کی امامت کر رہا ہے اور صرف اپنے لیئے ہی دعا کرتا ہے تو وہ ان کے ساتھ خیانت کر رہا ہے'' (اس حدیث کا ذکر اگلی سطور میں بھی آ رہا ہے) اس کے بعد امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک قنوت نقل فرمایا ہے، (1) جس سے شاید یہ واضح کرنا ہے کہ عہدِ صحابہ ہی سے آئمہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب وہ لوگ دعا کرتے اور ان کے پیچھے لوگ آمین کہتے تو وہ جمع کی ضمیر ہی استعمال کیا کرتے تھے، واللہ اعلم۔

نیز یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ امام نماز تو پڑھا رہا ہے تمام مقتدیوں کو اور دعا کرتے وقت صرف اپنے آپ کو خاص کر رہا ہے، اُس طرح تو وہ امام اس وعید کا مستحق ٹھہر رہا ہے جس کا ذکر درج ذیل حدیث میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّفْعَلَهُنَّ لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ

(1) شرح السنہ: ج ۳، ص ۱۲۸، ۱۳۱۔ واضح رہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی اس قنوت میں جمع کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَ وَلَايُصَلِّي وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّىٰ يَتَخَفَّفَ)) [1]

”تین کام کسی کے لئے جائز نہیں ہیں: ① کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرائے اور اہلِ جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے لئے دعا کرے، اگر ایسا کیا تو امام نے مقتدیوں سے خیانت کی۔ ② اجازت ملنے سے پہلے ہی کسی کے گھر کے اندر جھانکے، اگر ایسا کیا تو گویا اہلِ خانہ سے خیانت کی۔ ③ کوئی شخص پیشاب و پائخانہ روکے ہوئے نماز پڑھے حتیٰ کہ فراغت حاصل کرلے“۔

قطع نظر اس سے کہ یہ حدیث حسن ہے یا ضعیف تمام علماء اور شارحینِ حدیث نے اِس سے تقریباً یہی مراد لیا ہے کہ قنوت وغیرہ میں امام کو صرف اپنی ذات کے لئے دعا نہیں کرنی چاہیئے بلکہ دعا کرتے وقت مقتدیوں کا خیال کرتے ہوئے جمع متکلم کی ضمیر استعمال کرکے انہیں بھی شامل دعا کرنا چاہیئے، میں اس حدیث کی شرح سے متعلق علماءِ کرام کے اقوال نقل کرکے موضوع کو طول نہیں دینا چاہتا، صرف امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک مختصر عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ چنانچہ امام مرحوم سے مذکورہ حدیث سے متعلق سوال کیا گیا تو اس کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں

اور جب یہ بات واضح ہوگئی تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث اگر صحیح ہے تو اس سے مراد امام کی وہ دعا ہے جس پر مقتدی آمین کہہ رہے ہوں، جیسے دعائے قنوت، کیونکہ جب مقتدی آمین کہتا ہے تو گویا وہ بھی دعا کررہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے متعلق ارشاد فرماتا

[1] سنن ابوداوٗد: ۹۰، الطہارۃ، سنن الترمذی: ۳۵۷، الصلوٰۃ۔ مسند احمد: ج ۵، ص ۲۸۰ بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث کی صحت علماء کے نزدیک مختلف فیہ رہی ہے، امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم اور علامہ البانی رحمہم اللہ اس حدیث کو ضعیف اور امام ترمذی، امام بغوی، علّامہ احمد شاکر اور شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہم اللہ اسے حسن بتلاتے ہیں۔ دیکھئے ضعیف سنن ابوداوٗد: ج ۱، ص ۳۲، ۳۵۔ شرح السنۃ: ج ۳ ص ۱۳۰۔ شرح السنن الترمذی: ج ۲، ص ۱۹۰۔ المرعاۃ: ج ۳، ص ۵۱۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے:

﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا﴾ (یونس: ۸۹)

''تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔''

حالانکہ ان میں سے ایک صاحب یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کر رہے تھے اور دوسرے صاحب یعنی حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے۔ (۱)

اس طرح جب مقتدی امام کی دعا پر آمین کہہ رہا ہو تو امام کو جمع کی ضمیر استعمال کرنا

(۱) شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا اشارہ سورۂ یونس میں مذکور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُس قصے کی طرف ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ فرعون اور اس کی قوم پر وعظ و نصیحت کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور طرح طرح کے معجزات دیکھ کر بھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو دونوں بھائی حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام مل کر فرعون اور قومِ فرعون کے بارے میں بددعا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَا اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (یونس: ۸۸-۸۹)

''اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو طرح طرح کے مال اور سامانِ زینت دنیاوی زندگی میں دیئے ہیں، اے ہمارے رب! اسی لئے دیئے ہیں کہ وہ تیری راہ سے گمراہ کریں، اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، سو یہ ایمان نہ لانے پائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ اپناؤ جن کو علم نہیں۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی''۔ حالانکہ اس سے قبل آیت میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہی دعا کرنے کا ذکر ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ دعا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کر رہے تھے، البتہ ان کی دعا پر حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے، اِسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام واحد متکلم کی ضمیر کے بجائے بار بار جمع متکلم کی ضمیر استعمال کر رہے تھے تو دعا کرنے میں دونوں=

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے۔ (۱)

قصہ مختصر یہ کہ دعائے قنوت اوراس طرح کی دیگر اجتماعی دعاؤں میں امام اور دعا کرنے والے کے لیئے متعین ہے کہ وہ جمع کے صیغے ہی استعمال کرے۔ (۲) وَاللّٰه أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ.

وَمَاعَلَيْنَا إِلَّاالْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرِكَاتُهُ

=بھائی شریک تھے،جس سے معلوم ہوا کہ مقتدی اگر امام کی دعا پر آمین کہہ رہا ہو تو گویا خود بھی دعا کر رہا ہے، اب اگر وہ دعا صرف امام کے لیئے ہوئی اور اس میں صرف واحد متکلم کی ضمیر استعمال ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امام اور مقتدی دونوں صرف امام ہی کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱) مجموع الفتاویٰ: ج ۱۱، ص ۱۱۸۔

(۲) چہ جائیکہ ایسا کرنے کو بدعت کہا جائے۔ (ابوعدنان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

Distributors of TAWHEED PUBLICATIONS,

Bengaluru-560 041

1. Hanif Ahmed Wani, Phone: 9419748245
Darrussalam Kashmir, Sirinagar.
2. Sh. Najeeb Bakhali, Phone: 8097444448
Makataba Assunah, Behindi Bazzar, Bombay,
3. Rafat Rehan, Phone: 9342940328
Markaz Maktaba Al-Islam, Gulberga.
4.Charminar Book Center, Charminar Masjid Road,
Bangalore-560 001
5. Maktaba Imam Ibne Hajr Asqhalani,
Phone: 09886206848,
Bhatkal,
6. Mohammad Abdul Ahad, Phone: 09290611716
Al-Ather Islamic Center, Hyderabad,
7. Syed Kazim, Phone: 9900557785 / 7795162767
Masjid-E-Ahle-Hadees & Library, Siddiq Nagar, Mysore
8. Center for Islamic Studies, Phone: 9448063880
Cooks Town,
Bangalore-560 001
9.Islam World, Phone: 9900102210
Near Coles Park, Bangalore-560 001
10. Islamic Information Center,
Phone: 9742752117
R.T. Nagar, Bangalore
11. Al-Taueyah Book Center,
Phone: 9845842811.
Charminar Masjid Road Cross, Bangalore